﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۰/اگست ۲۰۰۴ء | ۲۶/جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ ہجری قمری ۲۰/ ظہور ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی | شمارہ ۳۴

مسافر کو وداع کرتے وقت کی دعائیں

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کی یا رسول اللہ! مَیں سفر پر روانہ ہونا چاہتا ہوں مجھے زادِ راہ عطا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کی زادِ راہ عطا کرے۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے گناہوں کو بخش دے۔ اس نے عرض کی میرے والدین آپ پر قربان جائیں مجھے کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے خیر آسان کردے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ما یقول اذا ودع انساناً)

جوافضال وانوار الٰہی کی بارش دن رات جماعت احمدیہ پر نازل ہو رہی ہے اسے ہم کبھی شمار نہیں کرسکتے۔یہ صرف اور صرف خداتعالیٰ کی دین اور عطا ہے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے 178 ممالک میں قائم ہوچکی ہے۔امسال 542 نئی جماعتیں قائم ہوئیں، 174 مساجد کا اضافہ ہوا،Kannada زبان میں پہلی دفعہ ترجمۂ قرآن کریم طبع ہوا۔

جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کا مختصر تذکرہ۔احباب جماعت کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی پرزور تحریک۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز ، روح پرور خطابات۔

(رپورٹ: لئیق احمد طاہر۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۴ء)

جلسہ کے دوسرے روز حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

ہفتہ کے روز شام کے اجلاس کے لئے 4:30 بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔تلاوت قرآن کریم مکرم عبدالمومن طاہر صاحب (انچارج عربک ڈیسک) نے کی اور نظم مکرم عمر شریف صاحب نے اپنے مخصوص انداز اور لحن میں پڑھی جس سے احباب بہت محظوظ ہوئے۔

حضور پرنور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اگر کوئی چاہے تو شائد بارش کے قطروں کو تو شمار کرسکتا ہے لیکن جوافضال وانوار الٰہی کی بارش دن رات جماعت احمدیہ پر نازل ہورہی ہے اسے ہم کبھی شمار نہیں کر سکتے ہم روز خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشان دیکھتے ہیں۔ہم میں سے کسی کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ غیر معمولی ترقیات ہماری مساعی کے نتیجہ میں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی دین اور عطا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ اب خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے 178 ممالک میں قائم ہوچکی ہے۔امسال 542 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں جن میں 188 بالکل نئے علاقوں میں ہیں۔174 نئی مسجدوں کا اضافہ ہوا ہے۔جن میں سے 74 جماعت نے اس سال تعمیر کی ہیں۔اس طرح 1984ء سے لیکر اب تک 13457 مسجدوں کا اضافہ ہوا ہے جن میں 11560 بنی بنائی مساجد خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائیں۔159 نئے مشن ہاؤسز بنائے گئے ہیں اور کل مشن ہاؤسز کی تعداد اب 1398 ہوچکی ہے۔

Kannada زبان میں ترجمہ قرآن کریم شائع ہوا ہے اس طرح تراجم کی کل تعداد 58 ہوگئی ہے۔

حضور نے جماعت کو خوشخبری بھی سنائی کہ نابینا افراد کے لئے بریل (Braille) میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کا ترجمہ قرآن کریم چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔(احباب کو علم ہوگا کہ ابھرے ہوئے نقطوں کی مدد سے نابینا افراد انگلی کے پورے مس کرکے بریل کی عبارت پڑھ سکتے ہیں)۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب توضیح مرام کا انگریزی ترجمہ پہلی بار جماعت نے شائع کیا ہے۔ 84 نئی کتب اور پمفلٹ 26 زبانوں میں شائع کئے گئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ گذشتہ سال میں نے تحریک کی تھی کہ جن لوگوں کو اچھی طرح انگریزی زبان آتی ہے وہ ترجمہ کے لئے اپنے نام پیش کریں۔اس کے لئے بہت سے احباب نے اپنی خدمات پیش کیں چنانچہ متعدد تراجم پہ کام ہورہا ہے۔

جماعت کو 1227 گھنٹے تک ٹیلیویژن پروگرام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

MTA نے اگلے 5 سال کے لئے سیٹلائٹ کمپنیوں کے ساتھ معاہدے کر لئے ہیں ان میں شرق اوسط کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔جماعت بورکینا فاسو میں اپنا TV سٹیشن قائم کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ایک ریڈیو سٹیشن روزانہ ساڑھے سولہ گھنٹے تک ہمارے پروگرام نشر کررہا ہے۔

ایک لاکھ 26 ہزار افراد کا ہومیوپیتھی ڈسپنسریز سے مفت علاج کروایا گیا۔جماعت کی مالی قربانیوں میں امسال 34.5 فیصد اضافہ ہوا ہے۔امریکہ، کینیڈا، جرمنی اور گیمبیا نے ملی قربانیوں میں قابل رشک اضافہ کیا ہے۔ابھی چند سال قبل ہمارا دشمن ہمیں کشکول تھمانے کے منصوبے بنارہا تھا اور آج جماعت اربوں روپے خدا کے حضور پیش کررہی ہے۔فالحمدللہ علی ذلک

جلسہ کا تیسرا دن

جلسہ کے تیسرے روز کا آغاز حسب سابق نماز تہجد، نماز فجر اور درس سے ہوا۔اور ٹھیک دس بجے صبح مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کی صدارت میں پروگرام تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب (لنڈن) نے کی۔کلام طاہر سے نظم پڑھنے کی سعادت مکرم بلال محمود صاحب (لنڈن) کو ملی۔

اس کے بعد جلسہ کے تیسرے روز کی پہلی تقریر مکرم مبشر احمد ایاز صاحب نائب ناظر اشاعت (ربوہ) نے فرمائی۔آپ کی تقریر کا عنوان ''صحابہ کرام کی باہمی محبت واخوت'' تھا۔آپ نے نبی پاک ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کرام کی سیرت سے نہایت اچھوتے اور ولولہ انگیز واقعات کا انتخاب پیش کیا۔تقریر کا یک ایک واقعہ اثر وجذب کی گہری چھاپ کا حامل تھا۔سامعین نے اس سے بے حد روحانی لطف حاصل کیا۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ یوکے نے کلام محمود سے ایک نظم بڑے ترنم اور سوز کے ساتھ پڑھی بعدازاں مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مبلغ سلسلہ برطانیہ نے ''حضرت مسیح موعودؑ اور خدمت اسلام'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔آپ نے بھی سیرت حضرت مسیح موعودؑ سے متنوع واقعات کی روشنی میں واضح کیا کہ حضورؑ کی زندگی بھر کا لب لباب یہ ہے کہ آپ کا لمحہ لمحہ اسلام اور بانی اسلام کی خدمت میں صرف ہوا۔آپ کی ایک ہی خواہش تھی کہ کسی طرح اسلام کا ضعف دور ہو اور پھر پہلے ایسی تروتازگی اسلام کو حاصل ہو۔یہ موثر بیان کچھ زائد وقت لینے کے بعد اختتام کو پہنچا۔

آج کی تیسری تقریر انگریزی زبان میں تھی جو امیر جماعت احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے فرمائی۔آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''مغربی معاشرہ میں اسلامی اقدار کی حفاظت'' آپ نے بطور خاص والدین سے اپیل کی کہ اپنے بچوں میں خداتعالیٰ کی محبت کا بیج بودیں۔جس دل میں خدا آجائے وہاں سے شیطان فرار ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا عرفان اور اللہ کی محبت کا درس دیں۔اور مغرب میں بعض خطرناک بیماریاں انٹرنیٹ اور موبائل فون کے ذریعہ مہلک اثرات پیدا کررہی ہیں ان کے جائز

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

جلسہ سالانہ۔ استقبال والوداع

جماعت احمدیہ انگلستان کا اڑتیسواں کامیاب جلسہ سالانہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ حضور انور کی منظوری سے کئی ماہ پہلے جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان ہوا تو منتظمین نے ایک جوش وولولہ کے ساتھ انتظامات شروع کر دیئے۔ افسر جلسہ سالانہ اور افسر جلسہ گاہ سے لیکر ایک عام معاون تک اس جذبہ سے سرشار تھے کہ اس دفعہ ہمارے انتظامات پہلے سے ہر طرح بہتر ہوں۔ پرانے تجربات کی روشنی میں مہمانوں کی خدمت اور جسمانی وروحانی مائدہ پہلے سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی توفیق ملے۔ جلسہ سالانہ پر مختلف خدمات سرانجام دینے والے خوب جانتے ہیں کہ 'ڈیوٹی' کا ایک ناقابل بیان سرور ولطف ہوتا ہے۔ وہ خوش قسمت جسے قادیان کے جلسہ سالانہ پر تنور سے اترتی ہوئی گرم گرم روٹیاں گن کر ان کی ڈھیریاں لگانے کی توفیق ملی ہو یا وہ بچہ جو خدمت کے شوق میں سخت سردی کے باوجود ڈیوٹی پر حاضر ہو کر گن گن کر آبخورے (پانی پینے کا مٹی کا برتن جو اس موقع پر خاص طور پر بنایا جاتا تھا) تقسیم کر رہا تھا وہ آج بھی اس لذت وکیفیت کو یاد کر کے عجیب خوشی ومسرت کا احساس پاتا ہے۔ اسی طرح کی کیفیت ہمارے ہر جلسہ میں نظر آتی ہے۔

اسلام آباد کے جلسہ میں جلسہ گاہ کی تیاری کرنے والے انگلستان کے نوجوان جنہیں ربوہ کی گرد کا کوئی اندازہ نہیں وہ بھی اس مشکل کام کو بخوشی، اڑنے والی مٹی، گرمی، پسینہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دن رات انجام دے رہے ہیں۔ لنگر خانہ میں کھانا پکانے پر بھی جہاں چاروں طرف آگ کے چولہے ہوتے ہیں۔ یہی ذوق وشوق نظر آتا ہے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی آمد شروع ہونے پر ساری احتیاطوں کے باوجود دھول مٹی اڑنے لگتی ہے۔ ٹریفک کا انتظام کرنے والے نوجوان مٹی سے بچنے کی ناکام کوشش میں منہ پر ماسک رکھے اس خدمت کو بخوشی سرانجام دے رہے ہیں۔

کھانا پکانے والوں کا کام تو مشکل ہوتا ہی ہے مگر کھانا تقسیم کرنا بھی تو کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ ہزاروں افراد کو ایک مختصر معین وقت کے اندر اندر کھانا مہیا کرنا جبکہ مہمانوں میں بزرگ بوڑھے، معذور، عورتیں، بچے شامل ہوتے ہیں ان کی توقعات اور ضروریات مختلف ہوتی ہیں مگر ہر معاون اس جذبہ سے سرشار ہو کر کام کر رہا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر دور دراز کا سفر اختیار کر کے، راستہ کی طرح طرح کی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں کسی طرح کوئی تکلیف نہ پہنچے اور انہیں کھانا اور ضرورت کی دوسری اشیاء بروقت مہیا ہوتی چلی جائیں۔

صفائی کے شعبہ کا کام بھی اپنی جگہ بہت ہی مشکل ہوتا ہے اس مشکل میں اور اضافہ اس وجہ سے بھی ہو جاتا ہے کہ یہاں بیوت الخلاء کا سامان بنانے والوں کو صفائی کا جتنا بھی خیال اور اہتمام ہو پانی کے استعمال کا کوئی تصور نہیں ہوتا اور ہم پانی کے استعمال کے بغیر صفائی کا تصور نہیں کر سکتے اس رجحان اور طریق کے اختلاف کی وجہ سے عموماً اس انتظام کے متعلق شکوہ ہی رہتا ہے تاہم اس شعبہ کے کارکن دن رات ہر ممکن طریق سے صفائی کے معیار کو بہتر رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

ہمارے جلسوں کی جو روایات قائم ہو چکی ہیں اس کے مطابق ان جلسوں میں علم ومعرفت کی ترقی بنیادی امر ہے۔ ہر شخص یہ بخوبی جانتا ہے کہ وہاں عام میلوں والی دلچسپیاں بالکل نہیں ملیں گی اس کے برعکس ایک سنجیدہ اور علمی وروحانی ماحول میں حضور ایدہ اللہ کے ارشادات اور بلند پایہ علمی تقاریر سننے کو ملیں گی۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے منصوبوں پر غور وعمل ہوگا۔ قرآنی معارف اور عظمت رسول ﷺ کے مضامین بیان ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہزاروں افراد کے اجتماع کا نہایت احسن رنگ میں انتظام جماعت کو دنیا بھر میں ایک ممتاز ومنفرد مقام عطا فرماتا ہے۔ ایسا شائستہ پروقار اجتماع باعث مسرت وافتخار ہے۔

انتظامات میں بہتری کی گنجائش تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور اس امر کے لئے اپنی اپنی جگہ کوشش بھی ہوتی رہتی ہے تاہم دنیا بھر میں ہر جگہ جلسہ میں شامل ہونے والے اور جلسہ کے انتظامات میں اخلاص سے حصہ لینے والے جماعت کی طرف سے مبارکباد اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ مہمانوں کی اکثریت واپس جا چکی ہے۔ باقی بھی جانے کی تیاری میں ہیں ایسے ہی ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ؎

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت　　دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(عبدالباسط شاہد)

✍✍✍ …… ✍ …… ✍✍✍

بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

ہمیں جب بلاتی ہیں ربوہ کی گلیاں　　بہت خوں رلاتی ہیں ربوہ کی گلیاں
ستمگر بھی حیراں ہے کیوں ہر ستم پر　　سدا مسکراتی ہیں ربو ہ کی گلیاں

(الاپ)

سراپا محبت سر خاک جنت
چراغ حرم ہے وہ اک دار ہجرت
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
زمیں پر بچھی کہکشاؤں سی گلیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

وہ فرزند مہدی کے خوابوں کا مسکن
مسیحا کے لعل و جواہر کا مدفن
عجب اُس کی مٹّی عجب اُس کی خوشبو
نہیں اور ایسا کہیں کوئی گلشن
گواہی یہ دیتے ہیں سورج ستارے
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

ملائک صفت قافلے کا پڑاؤ
وہ سینوں میں جلتے الُوہی الاؤ
زمانے نے کیا کیا نہیں اُس سے سیکھا
براہیمی اطوار قدسی سبھاؤ
مکیں ماہ پیکر مکاں ابر پارے
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

وہ قصر خلافت وہ کہسار و وادی
وہ مسجد مبارک وہ حق کی منادی
پرندے شجر دھوپ کوئل کی کُو کُو
وہاں زندگی تھی بہت سیدھی سادی

وہ بازار دریا وہ آنگن ہمارے
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

وہ درس الحدیث اور تفسیر قرآں
وہ علمی مجالس کہ تھیں جوئے عرفاں
مقدّس وجودوں کی ہر لمحہ صحبت
وہ عزم وعمل کے دھنی مرد میداں
جہاں روشنی ہی کے موسم تھے سارے
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

سبھی جاں چھڑکتے تھے اک دوسرے پر
تھے معمور خوف خدا سے بھی یکسر
نہ تھی حرص دنیا نہ شور ہوس تھا
سبھی تھے وہاں سادگی کے پیمّبر
اُسے چھوڑ آئے خدا کے سہارے
نہیں بھولتے اُس کے ابدی نظارے
وہ نورانی کوچے کواکب کی لڑیاں
زمیں پر بچھی کہکشاؤں سی گلیاں
بہت یاد آتی ہیں ربوہ کی گلیاں

جمیل الرحمٰن (ہالینڈ)

"یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔"

(سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے

دُم دار ستارہ کا نشان

(صالح محمد الہ دین ۔انڈیا)

دُمدار ستارہ کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کی تائید میں جو آفاقی نشانات ظاہر فرمائے ہیں ان میں چاند گرہن اور سورج گرہن کے نشانات کو نمایاں مقام حاصل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان ایمان افروز نشانات کا ذکر اپنی کتب میں کئی جگہ فرمایا ہے۔ایک اور عظیم الشان نشان دمدار ستارہ کا نشان ہے۔اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی نشانات کا ذکر فرمایا ہے اور دوسرے نمبر پر آپ نے چاند گرہن اور سورج گرہن کے نشانات کا ذکر فرمایا ہے اور تیسرے نمبر پر ستارہ ذوالسنین (دُم دار ستارہ) کے نشان کا ذکر فرمایا ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔

’’تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کا طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدّت ہوئی وہ طلوع ہو چکا ہے۔اس کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آ گیا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 205)

نیز اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں آپ نے تحریر فرمایا:

’’نواب صدیق حسن خان صاحب حج الکرامہ میں اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار یعنی ذوالسنین مہدی معہود کے وقت میں نمودار ہو گا۔چنانچہ وہ ستارہ 82 18ء میں نکلا اور انگریزی اخباروں نے اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ یہی وہ ستارہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا۔‘‘(چشمہ معرفت ،روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 330)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1883ء میں اللہ تعالیٰ کے الہام کی بناء پر مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اور ستمبر 1882ء میں وہ دمدار ستارہ نمودار ہوا جس کو آپ نے اپنی صداقت کا ایک نشان قرار دیا۔ذیل میں علم فلکیات کے ذریعہ دُمدار ستاروں کے متعلق اور بالخصوص ستمبر 1882ء کے دُمدار ستارہ کے متعلق جو معلومات حاصل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔اللہ تعالیٰ ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

دُمدار ستارے

دُم دار ستارے (COMETS) بہت بڑی تعداد میں نظام شمسی میں پائے جاتے ہیں۔یہ سورج کے گرد بیضوی مدار (Elliptic Orbit) میں گھومتے ہیں۔زیادہ وقت سورج سے دور ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔جب سورج کے قریب آتے ہیں تو دُم دار ستارہ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ان ستاروں کے درمیانی دور (Period) مختلف ہوتے ہیں۔مثلاً Encke's Comet کا درمیانی دور تین سال سے کچھ زیادہ ہے۔یعنی ہر تین سال کے بعد یہ ستارہ نمودار ہوتا ہے۔اس کے بالمقابل (Comet West) کا درمیانی دور پانچ لاکھ سال ہے۔جن دُم دار ستاروں کے درمیانی دور دوسو سال سے کم ہوتے ہیں ان کو Short Period Comet کہتے ہیں اور جن کے درمیانی دور دوسو سال سے زیادہ ہوتے ہیں انکو Long Period Comets کہتے ہیں۔

ایسے انتہائی نمایاں دم دار ستارے جو اس قدر روشن ہوتے ہیں کہ دن کے وقت بھی نظر آ سکیں وہ شاید ایک صدی میں اوسط صرف دو دفعہ نمودار ہوتے ہیں۔چنانچہ Astronomy Vol :1 by Russell ,Dugan and Stewart (Ginn & co London 1945 میں لکھا ہے کہ "A very few (perhaps two in a Century on the average)are visible even in broad day light when near the sun ."

ستمبر 1882ء میں جو دمدار ستارہ نظر آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بنا وہ اس قسم کے نایاب دُم دار ستاروں میں سے ایک تھا جو دن کے وقت بھی نظر آ سکتا تھا۔

ستمبر 1882ء کے نمایاں دُم دار ستارہ کے نام اور صفات

ستمبر 1882ء میں جو دمدار ستارہ نظر آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بنا اسکو مندرجہ ذیل نام دئے گئے

Comet 1882 II

Cimet cruls

The Great comet of 1882

اس ستارے کے درمیانی دور (Period) کے اندازے حسب ذیل ہیں۔

i) 1376.6 سال

(Monthly Notices of the Royal Astronomical society London vol:83 page 288 Paper by Jhone Tetlock (1883)

ii) 800 سال اور 1000 سال کے درمیان

(Astronomy vol I by Russell,Dugan and Stewart ,Ginn & co London 1945 P.483)

iii) 761 سال

(Astronomical Journal vol 72 p.1170 ,paper by B.G.Marsden (1974)

iv) 758.37 سال

(The New Encyclopaedia Britanica 15th Edition 1992,under Comet vol .3 p.483)

یہ دم دار ستارہ سب سے پہلے 3/ستمبر 1882ء کو جنوبی امریکہ میں دیکھا گیا اور یورپ میں اس کی اطلاع Mr.Cruls کے ذریعہ 12 ستمبر کو ملی۔17 ستمبر کو وہ سورج سے قریب ترین تھا اور دن کے وقت بھی دیکھا جا سکتا تھا۔اس ستارہ کی تصویر اور تفصیل رسالہ Monthly Notices of The Royal Astronomical Society vol.83, 1883 میں دی گئی ہے۔تصویر صفحہ 288 پر ہے۔

Encyclopaedia Britanica 11th Edition printed Cambridge Universety press 1910 vol.6 p. 760 میں لکھا ہے:

"The Great Comet of 1882 made a transit over the sun on the 17 th of September ,an occurrence unique in the history of Astronomy ."

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ 17 ستمبر 1882ء کو یہ ستارہ سورج کے سامنے سے گذرا اور یہ فلکیات کی تاریخ میں یہ بے نظیر واقعہ تھا۔17 ستمبر کے بعد یہ ستارہ دیکھا جا سکتا تھا۔بعض ماہرین فلکیات نے 13 ستمبر تا 14 دسمبر اس کا مشاہدہ کیا۔

ذوالسنین کی تشریح

حدیث شریف میں جو دُم دار ستارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نشان بننا تھا اس کو ذوالسنین کہا گیا ہے۔عربی لغات المنجد وغیرہ میں سنّ کے معنی دانت کے لکھے گئے ہیں۔لہٰذا ذوالسنین کے معنی ہیں دو دانت والا۔حضرت مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہیؓ نے مارچ 1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک رؤیا (مورخہ 12 مارچ 1898ء مطبوعہ تذکرہ صفحہ 296 طبع چہارم) کو پورا کرنے کے لئے ’’مسک المعارف‘‘ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں ذوالسنین کا ترجمہ ستارہ دندانہ دار کیا اور لکھا ’’کیونکہ لفظ سنّ بہ تشدید نون بمعنی دانت کے ہے کیونکہ اس کی صورت بشکل دو دندان کے ہو جاتی ہے۔لہٰذا اس کو ذوالسنین کہتے ہیں۔‘‘(صفحہ 24)

مذکورہ بالا رسالہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہیؓ نے ذکر فرمایا ہے کہ پیشگوئی کا ظہور 1882ء میں ہو چکا۔نیز آپ نے تحریر فرمایا:

’’یہ ستارہ دنبالہ دار یعنی قرن ذوالسنین حسب پیشن گوئی مخبر صادق ﷺ کے طلوع ہو چکا مشرق ہی میں طلوع ہوا۔تمام اخبارات انگریزی و اردو میں اس کا غل وشور مچا تھا۔‘‘

مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذوالسنین ایک ایسا دم دار ستارہ ہے جس میں دوئی پائی جاتی ہے۔اس ستارہ کی تصویر میں دو دُم واضح طور پر نظر آتے ہیں۔George Chambers نے اپنی کتاب The story of the Comets میں اس دُم دار ستارے کی بناوٹ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ستارہ کی بناوٹ میں دوئی نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔لہٰذا آنحضرت کی پیشگوئی آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں بڑی شان سے پوری ہوئی۔سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صلی علیٰ محمد و آل محمد

قرآن مجید میں ستارہ کی شہادت کا ذکر

قرآن مجید میں سورۃ النجم میں یہ پیشگوئی ہے کہ ایک ستارہ گرے گا اور آنحضرت ﷺ کی عظمت دنیا میں ظاہر ہوگی۔

قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالسنین کی پیشگوئی کی جڑ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی آیت میں پائی جاتی ہے۔ھَوٰی کے معنے ہیں گرنا اور ہلاک ہو جانا۔چنانچہ یہ ذوالسنین سیارہ سورج کے اتنا قریب آیا کہ وہ سورج کو چھونے لگا اور اس نے Sungrazing Comet کا بھی لقب پایا نیز سورج سے اس قدر قریب ہونے کے نتیجہ میں اس کے ٹکڑے ہو گئے۔بالفاظ دیگر وہ سورج میں گرا اور ہلاک ہو گیا۔خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی پیشگوئی دُم دار ستارے کے نشان کے ذریعہ بھی پوری ہوتی ہے۔تو حضور انور نے خاکسار کے استنباط سے اتفاق فرمایا تھا۔الحمدللہ۔حضور کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

’’قرآن مجید میں دمدار ستارے کی پیشگوئی کے متعلق ایک آیت سے آپ نے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل درست ہے خود میرا بھی یہی خیال ہے۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔اللہ آپ کے علم میں گہرائی اور وُسعت اور روشنی عطا فرمائے۔‘‘(مکتوب 20/10/97)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک پر خاکسار نے ذوالسنین کے نشان کا مطالعہ کیا تھا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔اور پیارے حضورؒ کو اپنا قرب خاص عطا فرمائے اور اعلیٰ علّیین میں رکھے اور اس نشان کو لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔آمین

❁❁❁❁❁

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

ہمیں بھی عہد کے انجام سے تھی دلچسپی

(محمد آصف منہاس ٹورانٹو کینیڈا)

یوں تو ہر مہینہ، ہر دن، ہر گھڑی اس خدائے رحمٰن و رحیم کا شکر فرض ہے کہ وہ ہمیں سانس لینے کی مہلت عطا کرتا ہے۔ اس کا احسان ہے وہ ہمیں ہر گھڑی نت نئے جہانوں سے متعارف کرواتا اور اپنی مختلف صفات میں ہمارے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔ لیکن کچھ مخصوص دن، کوئی خاص مہینے اس کی مختلف صفات کے ظہور کے لحاظ سے زیادہ باعث خوشی و مسرت ہیں۔

اگست کا مہینہ آتا ہے تو ایک پاکستانی احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارا دل اس کے حضور جھک جھک جاتا ہے۔ کہ اسی مہینہ میں اس نے ہمیں بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کی عظیم قیادت میں آزادی کی بیش بہا نعمت سے سرفراز کرکے ''پاکستان'' جیسی دولت سے نوازا۔ جسے احمدی نے قربانیوں سے بنایا اور اپنے خون سے اس کی آبیاری کی۔ اس پاکستان کا جو حشر بعد میں کانگریس نواز ملانوں اور مکار سیاستدانوں کے ہاتھوں ہوا اور احمدی محسن سے جو سلوک کیا گیا یہ ایک الگ داستان ہے۔ بقول شاعر

جب بھی گلستاں کو خوں کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی
پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

اسی طرح کوئی سولہ سال قبل اگست ہی کے مہینہ میں اسی پاکستان میں خدائے رحیم و رحمٰن اپنی شان قہار کے ساتھ بھی جلوہ گر ہوا۔ جب اس نے اپنے بندہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو لفظ لفظ سچ کر دکھایا۔ وہ باعث ازدیاد ایمان بات ابھی کل ہی کی تو ہے جب اس پیارے وطن میں رات کے اندھیرے میں عنان حکومت پر شب خون مارنے والے ایک نمرود وقت کو خدا بننے کی سوجھی۔ اور اس نے خدا کے قائم کردہ سلسلہ کو کینسر قرار دے کر جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا دعویٰ کیا۔ نادان خدا کے پیارے کا یہ فرمان بھول گیا تھا جو اس نے کہا تھا کہ ''یقیناً سمجھو یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۴)

اس شخص کو ''مردمومن''، ''مرد حق'' اور ''امیرالمومنین'' بننے کی بہت خواہش تھی۔ تاریخ شاہد ہے اس خواہش کی تکمیل میں میں اس نے کیا کیا ''جتن'' نہیں کئے۔ اس نے بار بار معصومین کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ خدا کا نام لینے کے جرم میں انہیں پس زنداں ڈالا۔ حکومت کے ایوانوں میں ان کے مال و دولت لوٹنے، ان کے بزرگوں اور عورتوں کو بے عزت کرنے ان کی چھاتیوں سے کلمہ طیبہ نوچ لینے، ان کی مساجد کو مسمار کر دینے کے فیصلے صادر ہونے لگے۔ طاقت اور حکومت کے نشے میں بدمست یہ ہاتھی جسے فوج کی پشت پناہی بھی حاصل تھی جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا تھا۔ یہ بھول گیا کہ اگر طاقت کے زور پر مردان حق وجود میں آسکتے تو یزید پلید سب سے بڑا مرد حق ہوتا۔ اگر وہ قصہ پرانا تھا تو اس کی آنکھوں کے سامنے ہی تو دولت کے بل بوتے پر شاہ فیصل نے امیرالمومنین بننے کا فیصلہ کیا تھا۔

ملاؤں کے نعروں کے شور میں یہ بھول گیا کہ اپنے وعدوں کا پاس نہ کرنے والے، احسان فراموش، محسن کش، اپنی حدود سے تجاوز کرنے والے اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون و نمرود کے نام سے تو پکارے جاتے ہیں لیکن باوجود ہزار کاوشوں کے، اخبارات میں اشتہارات چھپوا لینے کے، چند ٹکوں پر بکنے والے بدبخت ملانوں سے نعرے لگوا لینے کے۔ وہ نہ تو خدا کے حضور میں مرد مومن بنتے ہیں اور نہ ہی تاریخ انہیں مردان حق کے نام سے یاد رکھتی ہے۔ امیرالمومنین یا مرد خدا بنانے کے فیصلے آسمانوں پر طے ہوتے ہیں، مرد مومن اور مرد حق وہی ہوتے ہیں جن کو خدا جوتیوں سے اٹھاتا ہے اور خلعت سرفرازی بخش دیتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے بادشاہ، حکمران، مالدار، اس کے قدموں میں جھکا دیتا ہے۔ جو اس کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

یہ شخص اپنے بغض وتعصب میں یہاں تک پہنچ گیا کہ اس نے اس دور کے غلام کامل اور سب سے بڑے عاشق محمد مصطفیٰ ﷺ پر نعوذ باللہ اپنے آقا ﷺ کی توہین کا گھناؤنا اور مکروہ الزام لگا دیا۔

وہ جس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ فرشتے اس کے مکان پر نور کی مشکیں بھر بھر کر انڈیلتے تھے اور کہتے جاتے تھے ''ھٰذا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہ''۔ وہ جس کی محبت اور عشق کا ایک زمانہ گواہ تھا جس کی تحریر کے لفظ لفظ نے اس کے عشق کی گواہی دی۔ جس کے ایک ایک عمل میں اس کی اپنے آقا سے فدائیت جھلکتی تھی۔ جس کا دعویٰ ہی یہ تھا کہ میں غلام محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں اور کچھ میری حقیقت نہیں۔ جسے غیروں نے بھی مانا کہ ہاں اس جیسا محمد رسول اللہ ﷺ کا بے نظیر عاشق اور فدائی تاریخ اسلام میں کوئی دوسرا نہیں۔ اس پر اور اس کی قائم کردہ جماعت پر اپنے آقا و مطاع کی توہین کا الزام لگا دیا۔ اس پر پھر امام وقت اور خدا کے قائم کردہ امیرالمومنین، ایک مرد خدا کو جوش آیا اور اسے متنبہ کیا کہ وہ اس دریدہ دہنی سے باز آجائے ورنہ خدا کی پکڑ قریب ہے۔ امام جماعت احمدیہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی شوکت ہی الگ ہے۔

آپ نے فرمایا

''جماعت احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین وآسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام ونشان مٹا دیا جائیں گے اور دنیا تمہیں ہمیشہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، عاشقِ محمد مصطفیٰ کا نام روز بروز زیادہ سے زیادہ عشق اور محبت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء)

اکبرالہ آبادی کو تو رقیبوں سے گلہ تھا

رقیبوں نے لکھائی ہے رپٹ جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

لیکن یہاں تو مدعی بھی وہ خود تھا گواہ بھی اور منصف بھی۔ اور منصف بھی ایسا جس کی آنکھوں پر غرور، طاقت اور حکومت کی کالی پٹی چڑھی تھی۔ اسی لئے وہ مرد خدا کی بار بار کی تنبیہہ کو بھی خاطر میں نہ لایا اور ظلم وتعدّی میں آگے ہی بڑھتا گیا۔ اور اپنے احکام سے، اپنی زبان سے، اپنے عمل سے معصوم احمدیوں کے لئے اذّیت کا سامان کرتا رہا۔ جن کا جرم صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ توحید کے پرستار اور مسیح الزماں کی اتباع میں اپنے آقا و پیشوا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ سے بہت محبت کرنے والے تھے اور ہیں۔

اپنے زعم اور طاقت کے بل بوتے پر اس نے امام وقت کے لئے زمین تنگ کردی لیکن آسمان کے سچے خدا نے اپنے بندہ کے قدموں تلے نئے جہان بچھا دیئے۔ اس نے معصوم احمدیوں کے گھر بار لوٹے لیکن تمام خزانوں کے مالک خدا نے انہیں دنیا کے کونے کونے میں بڑی بڑی جائیدادوں سے نواز دیا۔ اس نے حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر خدمت کرنے والے احمدیوں کو اپنی دانست میں فارغ کر دیا لیکن بڑے بڑے عالمی ادارے اور ملٹی نیشن کمپنیاں ان کی خدمات حاصل کرنے میں فخر محسوس کرنے لگیں۔ اس نے احمدی مساجد کو جلانے، گرانے کا حکم دیا، رب قادر وقدیر نے ملک ملک شہر شہر ان کو نمازیوں سے بھری مساجد عطا کردیں۔ ان کے معصوم اور پاکباز ساتھیوں کی اللہ کی راہ میں شہادتوں کو رنگ لگا تو تمام طاقتوں کے مالک خدا نے کروڑوں مردے زندہ کر کے اس جماعت کو عطا کر دیئے۔ ان کے معصوم اسیروں کی قربانیوں کو رنگ لگا تو اللہ رب العزت نے تمام جہانوں میں مختلف بند دَر اس جماعت کے ماننے والوں کے لئے کھول دیئے۔ ان کی آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے جدید ٹیکنالوجی کو ان کی خدمت پر لگا دیا اور اس کے ذریعہ ان کی آواز کو گھر گھر، قریہ قریہ پہنچا دیا۔

لیکن حاسد کے حسد کی آگ بھڑکتی ہی رہی وہ اپنے ہی شعلوں میں جلتا کڑھتا اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ بالآخر خدا کی طرف سے دی گئی ڈھیل ختم ہوئی۔ 17 راگست 1988ء آپہنچا۔ مرد خدا کی بات حرف حرف سچ ثابت ہوئی۔ مردان حق کی ''بعد گیارہ'' والی پیشگوئی بھی سچ ثابت ہوئی اور ''ٹکڑے ٹکڑے'' کر دیئے جانے کی بھی۔ خدائے قہار کی شان بڑے زور سے جلوہ گر ہوئی اور یہ فرعون وقت اپنے جرنیلوں سمیت دریائے ستلج کے کنارے نیلی پٹی کے قریب بدھ ہی کے دن غرقاب کر دیا گیا، ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس کے نام ونشان مٹا دیئے گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ہمیں بھی عہد کے انجام سے تھی دلچسپی
کہ ہم فقیروں کا اس نے ادھار دینا تھا

لیکن یہ تو پیشگوئی کا صرف ایک پہلو تھا۔ مرد خدا نے اس پیشگوئی میں یہ بھی خبردار کر دیا تھا کہ ''دنیا ہمیشہ تمہیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی''۔

آج پاکستان کا کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں یا بیرونی ممالک میں چھپنے والے جرائد، پاکستان پر نظر رکھنے والے بیرونی صحافی اور تاریخ دان ہوں یا پاکستانی نقاد، صحافی، دانشور اور تاریخ دان ہر کوئی چیخ چیخ کر اس کے عرصۂ فرعونیت کو پاکستان کے 57 سال کا سب سے سیاہ دور کہہ رہے ہیں۔ اور پاکستانی معاشرے میں بگاڑ کا بڑا مجرم اس کو قرار دے رہے ہیں۔ ان میں غیر جانبدار دانشوروں کے علاوہ اس کے ٹکروں پر پلنے والے اور اس کی قصیدہ خوانیاں کرنے والے پاکستانی سیاستدان اور صحافی بھی شامل ہو گئے ہیں۔ جو کل تک اس کو مرد مومن، مرد حق اور نجانے کیا کیا خطاب دیتے نہ تھکتے تھے۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ یہ کہ نارتھ امریکہ میں چھپنے والے ایک اردو ہفت روزہ میں ایک ہی شمارہ کے ادارتی صفحہ پر ۶ میں سے ۴ کالم نگاروں نے ''مرد مومن، مرد حق، ضیاء الحق کے اسلامی دور'' کو اپنے اپنے رنگ میں پاکستان کا تاریک ترین دور حکومت قرار دیا ہوا ہے۔

پس اے خدائے رب رحمٰن کے پیارے کو گالیاں دینے والے اور اس کی جماعت کو نیست ونابود کردینے کے دعوے کرنے والے دیکھ۔ اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو پھر اے امید لطف پہ ایوان کج کلاہ میں اس کی ناز برداریاں کرنے والے صوفیو، شیوخو، اماموǃ تم دیکھو کہ آج مسیح محمدی کا نام چہار دانگ عالم میں کس عزت اور محبت کے ساتھ یاد کیا جارہا ہے۔ آج دنیا کے کتنے ممالک کے سربراہان حکومت، بشمول وزیراعظم کینیڈا، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس عاشق صادق اور کامل غلام کے بارے میں کیا جذبات رکھتے ہیں۔ آج ملک ملک، براعظم براعظم اس کے خلفاء کا کس قدر اکرام کیا جارہا ہے۔ آج جب تم پر اپنے ملک میں بھی خوف طاری ہے اس کے ماننے والے پوری دنیا میں کس امن کی حالت میں ہیں۔ ہاں اگر ابھی اللہ نے تمہارے دلوں پر مہر نہیں کی تو بتاؤ کیا یہ اس کی شان میں، عزت وتکریم میں روز بروز، زیادہ سے زیادہ اضافہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم یہ اس کی عزت واکرام میں اضافہ درحقیقت اس کے آقا ومطاع اور ہمارے ہادی کامل، فخر موجودات، خاتم النبین حضرت محمد عربی ﷺ فداہ امی وابی کی عزت وتکریم میں اضافہ ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس کی عاجز جماعت کو ہی یہ توفیق مل رہی ہے کہ اس کی حاکمیت کو دنیا پر قائم کرتے چلے جائیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

❋❋❋❋❋

خطبہ جمعہ

جلسوں پر آنے والے صرف میلے کی صورت میں اکٹھے ہوجانے کا تصور لے کر نہ آئیں۔ جلسہ کی تقاریر کو پورے غور اور توجہ کے ساتھ سنیں۔

(جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد کا تذکرہ اورشرکاء کے لئے اہم ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳۰/جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۳۰/وفا ۱۳۸۳ھجری شمسی بمقام اسلام آباد،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہاہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج سے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ انگلستان کا 38واں جلسہ سالانہ شروع ہورہا ہے۔آپ سب لوگ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ تین دن گزارنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔اللہ کرے کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی خواہش کے مطابق اُن مقاصد کو حاصل کرنے والے ہوں جو ان جلسوں کے ہیں۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’تمام مخلصین،داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہوجائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

پھر جلسے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:’’ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین،اگر خدا تعالیٰ چاہے،بشرط صحت وفرصت وعدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں‘‘۔

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 351)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو میری بیعت میں شامل ہو،صرف زبانی دعوے کی حد تک نہ رہو۔ اب تمہیں اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔اور وہ کیا باتیں ہیں جو تمہارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہوں،فرمایا کہ وہ باتیں یہ ہیں اور اگر تم یہ باتیں اپنے اندر پیدا کرلو تو میں سمجھوں گا کہ تم نے مجھے حقیقت میں پہچان لیا اور جس مقصد کے لئے تم نے بیعت کی تھی اس کو پورا کرنے کی کوشش کررہے ہو۔

پہلی بات تو یہ یاد رکھو کہ میری بیعت میں داخل ہوکر تمہارے اندر سے،تمہارے دل میں سے دنیا کی محبت نکل جانی چاہئے۔اگر یہ نہ نکال سکو تو تمہارا بیعت کرنے کا مقصد پورا نہیں ہو۔اگر دنیا کے کاروبار تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔تمہاری ملازمتیں،تمہاری تجارتیں حقوق اللہ کی ادائیگی میں روک ہیں۔تمہارے کاروبار،تمہاری انائیں،تمہاری دنیاوی عزتیں،شہرتیں،تمہارے پر جو اللہ کی مخلوق کے حقوق ہیں ان کی راہ میں روک بن رہی ہیں تو پھر تمہارا میری جماعت میں شامل ہونے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی محبت،حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک اہم تبدیلی جو تمہیں اپنے اندر پیدا کرنی ہوگی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے،آپؐ سے محبت دنیا کی تمام محبتوں سے بڑھ کر ہونی چاہئے کیونکہ اب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہونے سے ہی ملیں گے،آپؐ کے پیچھے چلنے سے ہی ملیں گے،آپؐ کے احکام پر عمل کرنے سے ہی ملیں گے،آپؐ کی سنت پر عمل کرنے سے ہی ملیں گے۔اس لئے اس محبت کو اپنے پر غالب کرو کیونکہ فرمایا کہ میں تو خود اس محبوبؐ کا عاشق ہوں۔یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تم میری بیعت میں شامل ہونے والے شمار ہو اور پھر میرے پیارےؐ سے تمہیں محبت نہ ہو،وہ محبت نہ ہو جو مجھے ہے یا جس طرح مجھے ہے۔پھر فرمایا کہ دنیا کی اس چکاچوند سے تمہیں کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔تمہارے یہ مقاصد ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لئے اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرو۔اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ادائیگی میں اس قدر کھوئے جاؤ کہ تمہیں یہ احساس ہو کہ یہ سب کچھ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں کررہے ہو۔جب یہ حالت ہوگی تو تم ان لوگوں کی طرح کف افسوس نہیں مل رہے ہوگے جو بستر مرگ،موت کے بستر پر بڑی بیچارگی اور پریشانی سے یہ اظہار کررہے ہوتے ہیں کہ کاش ہم نے بھی زندگی میں کوئی نیک کام کیا ہوتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت،خالص اس کی عبادت کرتے ہوئے کی ہوتی۔

بہت سے لوگ بیعت کرنے کے بعد اپنے کاروبار زندگی میں مصروف ہوجاتے ہیں اور کاروبار زندگی میں مصروف ہونا بھی منع نہیں بلکہ ضروری ہے کہ انسان اپنے اور اپنے بیوی بچوں کی جائز ضروریات پوری کرنے کے سامان پیدا کرے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ یہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہی تمام کام کرنے ہیں،اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنے کے لئے بھی کوشش کرنی ہے تاکہ،جیسا کہ پہلے ذکر کر آیا ہوں،بیعت کے مقاصد بھی حاصل ہوں۔

تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے،ٹریننگ کے لئے سال میں تین دن جماعت کے افراد اکٹھے ہوتے ہیں اور سوائے کسی اشد مجبوری کے تمام احمدی اس میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔یہی آپؑ کا منشا تھا۔کیونکہ ٹریننگ بھی بہت ضروری چیز ہے۔اس کے بغیر تو تربیت پر زوال آنا شروع ہوجاتا ہے،تربیت کم ہونی شروع ہوجاتی ہے،کمی آنی شروع ہوجاتی ہے دیکھ لیں دنیا میں بھی اپنے ماحول میں نظر ڈالیں تو ہر فیلڈ میں ترقی کے لئے کوئی نہ کوئی تعلیم مکمل کرنے کے بعد،ٹریننگ لینے کے بعد پھر بھی ریفریشر کورسز بھی ہورہے ہوتے ہیں،سیمینارز وغیرہ بھی ہورہے ہوتے ہیں تاکہ جو علم حاصل کیا ہے اسے مضبوط کیا جائے،مزید اضافہ کیا جائے۔ٹریننگ کے لئے کمپنیاں بھی اپنے ملازمین کو دوسری جگہوں پہ بھجواتی ہیں۔ملک کی فوجیں سال میں ایک دفعہ عارضی جنگ کے ماحول پیدا کرکے اپنے جوانوں کی ٹریننگ کرتی ہیں۔یہ اصول ہر جگہ چلتا ہے تو دین کے معاملے میں بھی چلنا چاہئے۔اس لئے اپنی دینی حالت کو سنوارنے کے لئے جلسوں پر ضرور آئیں اس سے روحانیت میں بھی اضافہ ہوگا اور دوسرے متفرق فوائد بھی حاصل ہوں گے۔جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔اور اس جلسے میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔اور رُوشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودّد وتعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔اور جو بھائی اس عرصے میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اِس جلسے میں اُس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو

درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسے میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ ،روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ352-351)

پس تمہاری ٹریننگ کے لئے، تمہارے علم میں اضافے کے لئے اور جو جانتے ہیں یا جن کو یہ خیال ہے کہ ان کو پہلے ہی کافی علم ہے ان کے بھی علم کو تازہ کرنے کے لئے ایسے طرز پر یہ ٹریننگ کورس ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرفان کے بارے میں تمہارے اضافے کا باعث بنے گا، اس کے رسول اور اس کی کتاب کی حکمت کی باتوں کے بارے میں تمہیں معرفت حاصل ہوگی بہت سے نئے زاویوں کا تمہیں پتہ چل جائے گا کیونکہ ہر شخص ہر بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ یہ معرفت کی باتیں خود ہی بیان کر دیا کرتے تھے اور اُس زمانے میں حقائق بھی پتہ چلتے رہتے تھے لیکن اب بھی جو ارشادات آپ نے بیان فرمائے انہیں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، انہیں کو سمجھتے ہوئے، انہیں تفسیروں پر عمل کرتے ہوئے ماشاء اللہ علماء بڑی تیاری کر کے جہاں جہاں بھی دنیا میں جلسے ہوتے ہیں اپنی تقاریر کرتے ہیں، خطابات کرتے ہیں اور یہ باتیں بتاتے ہیں۔ تو آج بھی ان جلسوں کی اس اہمیت کو سامنے رکھنا چاہئے۔ وہی اہمیت آج بھی ہے اور تقاریر جب ہو رہی ہوں تو ان کے دوران تقاریر کو خاموشی سے سننا چاہئے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ شامل ہونے والوں کے لئے دعائیں کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں آج بھی شاملین جلسہ کے لئے برکت کا باعث ہیں کیونکہ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کے لئے جو نیکیوں پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی سچی محبت دل میں رکھتے ہیں، قیامت تک کے لئے دعائیں کی ہیں۔ پھر یہاں آ کر ایک دوسرے کی دعاؤں سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ ضمنی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی پہچان ہو جاتی ہے، حالات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اب تو دنیا یوں اکٹھی ہو گئی ہے، فاصلے اتنے کم ہو گئے ہیں کہ تمام دنیا کے لوگ کم از کم نمائندگی کی صورت میں یہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے حالات کا پتہ چلتا ہے، ان کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ پھر آپس میں اس طرح گھلنے ملنے سے، اکٹھے ہونے سے محبت واخوت بھی قائم ہوتی ہے۔ آپس میں تعلق اور پیار بھی بڑھتا ہے اور بعض دفعہ حقیقی رشتہ داریاں بھی قائم ہو جاتی ہیں کیونکہ بہت سے تعلق پیدا ہوتے ہیں۔ رشتہ ناطے کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے جماعت میں جو مضبوطی پیدا ہونی چاہئے وہ پیدا ہوتی ہے اور اجنبیت بھی دور ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے لئے بغض و کینے کم ہوتے ہیں اور جب ایسی باتوں کا، آپس میں لوگوں کی رنجشوں کا پتہ لگتا ہے تو ان کے لئے پھر دعائیں کرنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ اور پھر جو دوران سال وفات پا گئے ہیں ان کی مغفرت کے لئے بھی دعا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی باتوں کے سنانے کا شغل رہے گا۔ لیکن جلسوں پر آنے والے صرف میلے کی صورت میں اکٹھے ہو جانے کا تصور لے کر نہ یہاں آئیں۔ جب یہاں آئیں تو غور سے ساری کارروائی کو سننا چاہئے۔ اگر اس بارے میں سستی کرتے ہیں تو پھر تو یہاں آ کر بیٹھنا اور تقریریں سننا کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے باہر سے آنے والے بھی جو خرچ کر کے آئے ہیں اور یہاں کے رہنے والے بھی جلسے کی تقریروں کے دوران پورا پورا خیال رکھیں اور بڑے غور اور دلجمعی سے جلسے کی کارروائی کو سنیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’سب متوجہ ہو کر سننا چاہئے۔ پورے غور و فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے۔ اس میں سستی، غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے، ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجے کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو۔ کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا‘‘۔ (الحکم ۱۰/مارچ ۱۹۰۲ء)

دیکھیں کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ان لوگوں کے لئے جو جلسہ پر آ کر پھر جلسہ کی کارروائی کو توجہ سے نہیں سنتے۔ تو ایسے لوگوں کی حالت ایسی ہے کہ باوجود کان اور دل رکھنے کے نہ سننے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور ہر احمدی کو اس سے بچائے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آ کر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا یہی اقتضا ہے‘‘۔ یہی تقاضا کرتی ہے کہ ’’جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔........مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے‘‘۔ یعنی کمزوریاں اور گراوٹ جو آئی ہے اس کی یہی وجہ ہے، ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ: ’’بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 265-266 جدید ایڈیشن)

بعض دفعہ لوگ جلسے کے دوران باہر آ جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ فلاں مقرر کا جو انداز ہے، جس طرح وہ بیان کر رہا ہے میں تو اس طرح نہیں سن سکتا اس لئے باہر آ گیا ہوں۔ یہ بھی ایک طرح کا تکبر ہے۔ اور چاہے کوئی مقرر دھواں دار تقریر کرتا ہے یا نہیں، چاہے وہ اپنے الفاظ اور آواز کے جادو سے آپ کے جذبات کو ابھارتا ہے یا نہیں، تقریریں سنیں اور ان میں علمی اور روحانی نکتے تلاش کریں اور پھر ان سے فائدہ اٹھائیں۔ فرمایا کہ جو صرف آواز اور الفاظ کے جادو سے متاثر ہونے والے ہوتے ہیں وہ کبھی ترقی نہیں کرتے کیونکہ وقتی اثر ہوتا ہے اور مجلس سے اٹھ کر جاؤ تو اثر ختم ہو گیا۔ اور یہی بات ایک احمدی میں نہیں ہونی چاہئے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: ’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں‘‘۔

پھر فرمایا کہ: ’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے۔ بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے ورنہ غیر اس کے ہیچ‘‘۔ یعنی اس کی اصل نیت جو ہے وہ روحانی عزت کو بڑھانے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی ہے رسول کی محبت حاصل کرنے کی ہے۔ ورنہ تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ ’’جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں‘‘۔ صرف اس لئے اکٹھا نہیں کرتا کہ نظر آئے کہ لوگوں کا کتنا مجمع اکٹھا ہو گیا ہے۔ ’’بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے‘‘۔ وہ مقصد جس کے لئے یہ وجہ پیدا کی گئی ہے وہ اللہ کی مخلوق کی اصلاح ہے۔ ’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہا ہوں‘‘ یعنی میری حالت پر افسوس ہے کہ میں امن سے سو رہا ہوں۔‘‘ اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیک فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M

Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ ودانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے کوئی ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو، جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے جب تک وہ اپنے آپ کو ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے۔ اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے"۔

(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد نمبر 6صفحہ394-396)

یہاں پر آپؑ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جلسہ پر شامل ہو کر جلسہ کی تقریروں کو سن کر پھر بھی اگر اس طرف توجہ نہیں ہوتی تو جلسوں پر آنا بے فائدہ ہے' جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ اس بات کا کوئی فائدہ نہیں کہ جلسہ پر آئیں وقتی جوش پیدا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اور جلسہ ختم ہوتے ہی باہر جائیں تو جذبات پر اتنا سا بھی کنٹرول نہ رہے کہ دوسرے کی کوئی بات ہی برداشت کر سکیں۔ اگر یہ حالت ہی رکھنی ہے تو بہتر ہے کہ پھر جلسے پر نہ آئیں۔ یہاں کئی واقعات ایسے ہو جاتے ہیں جن کو اپنے آپ پر کوئی کنٹرول نہیں رہتا۔ صحیح طور پر نہ خود جلسہ سنتے ہیں اور نہ ہی دوسرے کو سننے دیتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر پھر سر پٹول بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ تو ایسے لوگ پھر وہی لوگ ہیں جیسے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کان رکھتے ہیں اور سنتے نہیں اور دل رکھتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ ذرا غور کریں یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ ان لوگوں کی نشانی بتائی ہے جو انبیاء کا انکار کرنے والے ہیں۔ جب اس طرح کے رویّے اختیار کرنے ہیں تو پھر جب نظام جماعت ایکشن لیتا ہے پھر یہ شکایت ہوتی ہے کہ کارکنان نے ہمارے ساتھ بدتمیزی کی ہے اور ہمیں یہ کہا اور وہ کہا۔ یہ ٹھیک ہے میں نے کارکنان کو بھی بڑی دفعہ یہ سمجھایا ہے کہ براہ راست ان کو کچھ نہیں کہنا، ایسے لوگوں کو جو اپنے عمل سے خود کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نظام کو کچھ نہیں سمجھتے، جلسے کے تقدس کو کچھ نہیں سمجھتے تو پھر ان کا ایک ہی علاج ہے کہ اس تکبر کی وجہ سے ان کو پولیس میں دے دیا جائے۔ گزشتہ سال بھی ایسے ایک دو واقعات ہوئے تھے۔ تو اگر اس سال بھی کوئی اس نیت سے آیا ہے کہ بجائے اس کے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت واخوت پیدا کرے، یہ نیت ہے کہ فساد پیدا کرے تو پھر جلسے پر نہ آنا ہی بہتر ہے اور اگر آئے ہوئے ہیں تو بہتر ہے کہ چلے جائیں تا کہ نظام جماعت کے ایکشن پر پھر شکوہ نہ ہو۔ گزشتہ جمعہ میں میں نے کارکنان کو اور یہاں کے رہنے والوں کو جو لندن یا اسلام آباد کے ماحول میں رہ رہے ہیں، یہ کہا تھا کہ مہمان نوازی کے بھی حق ادا کریں۔ لیکن آنے والے مہمانوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ ڈیوٹی پر مامور کارکنوں کو ابتلاء میں نہ ڈالیں اور جو نظام ہے اس سے پورا پورا تعاون کریں۔ اس لئے جہاں خدمت کرنے والے کارکنان مہمانوں کی خدمت کے لئے پوری محنت سے خدمت انجام دے رہے ہیں وہاں مہمانوں کا بھی فرض ہے کہ مہمان ہونے کا حق بھی ادا کریں اور جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پاک تبدیلیاں ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: "نیکی کو محض اس لئے کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو اور اس کے حکم کی تعمیل ہو۔ قطع نظر اس کے کہ اس پر ثواب ہو یا نہ ہو۔ ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جب کہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اٹھ جاوے اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔ مگر نیکی کرنے والے کو اجر مدنظر نہیں رکھنا چاہئے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اس لئے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا، ٹھنڈے شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لئے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اس کو آرام پہنچاوے اور وہ پہنچاتا ہے۔ لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اس کے لئے نقصان کا موجب ہے"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ543)

پس جو مہمان آرہے ہیں اس نیک مقصد کے لئے آئیں اور اگر کوئی سہولت میسر آجائے اور آرام سے یہ دن کٹ جائیں تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے یہ سامان مہیا فرما دیئے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر اجر کے کسی نیکی کو جانے نہیں دیتا تو آپ کے یہاں آنے کے مقصد کو ضائع نہیں کرے گا اور بے شمار فضل اور رحمتیں نازل ہوں گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ ایک دعا ہے جو آنے والے مہمانوں کو پڑھتے رہنا چاہئے۔ حضرت خولہؓ بنت حکیم بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے وقت یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے کہ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے پناہ چاہتا ہوں۔ تو اس شخص کو یہاں کی رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وشرہ)

یہ دعائیں پڑھتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر آنے والے کو ہر شر سے بچائے اور نیک اثرات لے کر یہاں سے جائیں اور نیک اثرات چھوڑ کر جائیں۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے پر آنے والے مہمانوں کو یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آپس میں محبت واخوت پیدا ہو تو اس بات میں جو تعلیم آنحضرت ﷺ نے ہمیں دی ہے اس کا بھی اس روایت سے اظہار ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کون سا اسلام سب سے بہتر ہے۔ فرمایا ضرورت مندوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے، سلام کہو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام)

تو جب اس طرح سلام کا رواج ہو گا تو آپس میں محبت بڑھے گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جب آپ ایک دوسرے کو سلام کر رہے ہوں گے، ہر طرف سلام سلام کی آوازیں آرہی ہوں گی تو یہ جلسہ محبت کے سفیروں کا جلسہ بن جائے گا کیونکہ محض للہ یہ سب عمل ہو رہا ہو گا تو اللہ کی پیار کی خاص نظر بھی آپ پر پڑ رہی ہو گی۔ اس لئے ان دنوں میں خاص طور پر عورتیں بھی، بچے بھی، مرد بھی سلام کو بہت رواج دیں۔ کیونکہ اس سے ایک تو محبت بھی آپس میں بڑھے گی اور پھر اسلام کا صحیح نمونہ بھی پیش ہو رہا ہو گا جو غیروں کو بھی نظر آرہا ہو گا۔

اب بعض متفرق باتیں جو جلسہ کے تعلق میں ہیں میں کہنا چاہتا ہوں جو مہمانوں، میزبانوں، ڈیوٹی والوں ہر ایک کے لئے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مسجد میں اور مسجد کے ماحول میں اس کے آداب اور تقدس کا خیال رکھیں۔ مسجد فضل میں جب یہاں سے جائیں گے وہاں بھی کافی رش ہوتا ہے۔

☆ جلسہ کے دنوں میں یہ مارکی بھی مسجد کا ہی متبادل ہے بلکہ یہ پورا علاقہ یعنی جلسہ گاہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق وہی نظارے نظر آنے چاہئیں جو ایک ایسے پاکیزہ مقدس ماحول میں ہونے چاہئیں۔ جہاں صرف اللہ اور اس کے رسول کی باتیں ہو رہی ہوں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی باتیں ہو رہی ہوں۔

☆ جلسہ کے ایام ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھتے ہوئے گزاریں اور التزام کے ساتھ بڑی باقاعدگی کے ساتھ توجہ کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔

☆ نمازوں اور جلسے کی کارروائی کے دوران بچوں کی خاموشی کا بھی انتظام ہونا چاہئے۔ ڈیوٹی والے بھی اس چیز کا خاص خیال رکھیں اور مائیں اور باپ بھی اس کا بہت خاص خیال رکھیں اور ڈیوٹی والوں سے اس سلسلے میں تعاون کریں۔ جو جگہیں بچوں کے لئے بنائی گئی ہیں وہاں جا کے چھوٹے بچوں کو بٹھائیں تا کہ باقی جلسہ سننے والے ڈسٹرب نہ ہوں۔

☆ جلسہ کے دوران اگر کسی غیر از جماعت مہمان کی تقریر آپ سنیں، اس میں سے آپ کو کوئی بات پسند آئے اور اس کو خراج تحسین دینا چاہتے ہوں تو اس کے لئے تالیاں بجانے کی بجائے جو ہماری روایات ہیں اللہ اکبر کا نعرہ لگانا۔ ماشاء اللہ وغیرہ کہنا ایسے کلمات ہی کہنے چاہئیں کیونکہ تالیاں بجانا ہمارا شعار نہیں ہے۔ ہماری اپنی بھی کچھ روایات ہیں اور ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہاں پر بھی اور دنیا میں جہاں جہاں جلسے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہوتے ہیں انہیں روایات کا خیال رکھنا چاہئے۔

نعروں کے ضمن میں یاد رکھیں کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے نعرے نہ لگائے بلکہ انتظامیہ نے اس کے لئے پروگرام بنایا ہوا ہے، نعرے لگانا کچھ لوگوں کے سپرد کیا ہوا ہے۔ وہی جب نعرے لگانے کی ضرورت محسوس کریں گے تو نعرے لگا دیں گے۔ لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو اگر نعرے نہ لگ رہے ہوں تو تقریر کے دوران نیند آ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے پھر نعروں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بے وجہ نعرے لگاتے جائیں تو نظم یا تقریر جو ہو رہی ہوتی ہے بعض دفعہ اس کا مزا نہیں رہتا۔ ایسے لوگ جن کو نیند آ رہی ہو خاموشی سے ساتھ والا ان کو ٹھوکا مار کر جگا دیا کرے۔

انگلستان کے احمدیوں کو، بہت سارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں شامل ہو چکے ہیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خواہش تو تھی کہ ہر کوئی شامل ہو، تو خاص طور پر ذوق شوق سے جلسے میں شامل ہونا چاہئے۔ جو ابھی تک نہیں آئے وہ بھی کوشش کریں کہ کم از کم کل صبح جلسے کا سیشن شروع ہونے سے پہلے پہلے آ جائیں کیونکہ بغیر کسی جائز عذر کے جلسے سے غیر حاضر نہیں رہنا چاہئے۔ بعض دفعہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ صرف دو دن یا آخری دن ہی آ جاتے ہیں۔ ان کو کوئی مجبوری نہیں ہوتی کیونکہ ہفتہ اتوار تقریباً ہر ایک کا فارغ ہوتا ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ جائیں گے آخری دن کچھ ملاقاتیں ہو جائیں گی کچھ لوگوں سے مل لیں گے۔ ٹھیک ہے آپ نے ایک مقصد تو پورا کر لیا لیکن صرف یہی مقصد ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت پیدا کرنا سب سے بڑا مقصد ہے۔

یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ تقاریر کو باقاعدہ سنا کریں جس حد تک ممکن ہو سننا چاہئے اور اس میں ڈیوٹی والے کارکنان بھی، اگر ان کی اس وقت ڈیوٹی نہیں ہے ان کو تقاریر سننے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

ان ایام میں پورے التزام سے نمازوں کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دیں۔ لنگر خانے یا جہاں جہاں بھی ڈیوٹیاں ہیں وہاں بھی کارکنان کی باقاعدہ نمازوں کی ادائیگی کا انتظام ہونا چاہئے۔ اور ان کے افسران کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کا خیال رکھیں۔

نمازوں کے دوران جو آپ مارکی کے اندر نمازیں پڑھنے کے لئے آتے ہیں تو نماز شروع ہونے سے پہلے ہی آ کے بیٹھ جایا کریں۔ کیونکہ یہاں لکڑی کے فرش ہیں گو اس کے اوپر پتلا سا قالین تو بچھا ہوا ہے لیکن چلنے سے اس قدر آواز اور شور آتا ہے کہ جب نماز شروع ہو جائے تو پھر نماز خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ دوسروں تک جو نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں آواز ہی نہیں پہنچتی۔ کل بھی مغرب کی نماز کے وقت شور کا تسلسل تھا جو دوسری رکعت تک رہا۔ اس لئے نماز میں پہلے آ کر بیٹھا کریں۔

☆ بعض لوگوں کو موبائل فون بڑے اہم ہوتے ہیں (اس وقت بھی شاید کسی کا فون بج رہا ہے) اگر اتنے اہم فون آنے کا خیال ہو تو پھر وہ فون رکھیں جو اچھی قسم ہیں جن کی آواز کم کی جا سکتی ہے۔ جیب میں رکھیں اس کی وائبریشن (Vibration) سے آپ کو احساس ہو جائے کہ فون آیا ہے اور باہر جا کر سن لیں۔ کم از کم لوگوں کو نمازوں کے دوران جلسوں کے دوران اور تقریروں کے دوران ڈسٹرب نہ کیا کریں۔

☆ جلسے کے دوران بازار بند رہنے چاہئیں اور آنے والے مہمان بھی سن لیں اور یہاں رہنے والے بھی سن لیں، ڈیوٹیاں دینے والے بھی سن لیں۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ اگر مجبوری ہو تو چند ضرورت کی چیزیں مہیا ہو سکتی ہیں وہ دکانیں کھلی رہیں گی اور انتظامیہ جائزہ لیتی تھی کہ کون کون سی دکانیں کھلی رہیں یا نہ کھلی رہیں۔ لیکن کل بازار کا خود میں نے جو جائزہ لیا ہے اس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی دکان کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جلسے کے دوران تمام دکانیں بند رہیں گی اور دکاندار جنہوں نے سٹال لگائے ہوئے ہیں وہ سب جلسہ کی کارروائی سنیں اور کوئی گاہک بھی ادھر نہیں جائے گا کسی قسم کی خرید و فروخت نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر ایمرجنسی میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو جو نظام ہے جلسہ سالانہ کا اس کے تحت وہ چیزیں مہیا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کسی قسم کی دکانیں کھولنے کی ضرورت نہیں۔

☆ فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ آپس کی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ سخت گفتگو، تلخ گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ محبت اور بھائی چارے کی فضا بھی اسی طرح پیدا ہوگی۔ بات چیت میں بھی ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔

☆ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوجوانوں میں تُو تُو مَیں مَیں شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے پرہیز کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔

☆ ٹولیوں میں بعض دفعہ بیٹھے ہوتے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں، باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اچھی عادت نہیں ہے۔ بعض دفعہ بہت سے غیر ملکی بھی یہاں آئے ہوئے ہیں ان لوگوں کی مختلف زبانیں ہیں۔ زبانیں نہیں سمجھتے جب آپ بات کر رہے ہوں اور کوئی قریب سے گزرنے والا بعض دفعہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ شاید میرے پہ کوئی تبصرہ ہو رہا ہے یا مجھ پر ہنسا جا رہا ہے۔ تو ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے ان چیزوں سے بھی بچنا چاہئے۔

☆ اسلام آباد کے ماحول میں بھی جو اسلام آباد میں سڑکیں آتی ہیں وہ بہت چھوٹی سڑکیں ہیں۔ یہاں بھی شور شرابے یا ہارن وغیرہ یا ہر قسم کی ایسی حرکت سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہاں کے لوگوں کو بعض دفعہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کل بھی کسی نے مجھے بتایا کہ یہاں اخبار میں خبر تھی کہ لوگوں کو اعتراض پیدا ہو رہا ہے کہ شور ہوتا ہے اس لئے اس ماحول کا لحاظ کرتے ہوئے کسی بھی قسم کا یہاں شور شرابہ نہیں ہونا چاہئے۔

☆ گاڑیاں پارک کرتے ہوئے بھی خیال رکھیں کہ گھروں کے سامنے یا ممنوعہ جگہوں پر پارک نہ ہوں۔ ٹریفک کے قواعد کا بھی خیال رکھیں۔ جلسہ گاہ میں بھی جو پارکنگ کا شعبہ ہے منتظمین سے پورا تعاون کریں اور جہاں جہاں وہ کہتے ہیں وہیں گاڑیاں کھڑی کریں۔

☆ ڈرائیونگ کے دوران ملکی قانون کی پوری پابندی کریں کیونکہ یورپ میں بعض جگہوں پر بعض سڑکوں پہ Speed Limit (حد رفتار) کوئی نہیں ہے یا سپیڈ لمٹ یہاں سے زیادہ ہے۔ یہاں کی سپیڈ لمٹ میں اور وہاں کی سپیڈ لمٹ میں فرق ہے۔ اس کا یورپ جرمنی وغیرہ سے آنے والے خاص طور پر خیال رکھیں۔

☆ ویزے کی میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے آپ نے اپنی اپنی جگہوں پر اپنے ملکوں میں واپس چلے جانا ہے۔ جن کو خاص طور پر جلسے کا ویزا ملا ہے ان کو تو اس بات کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔ اگر یہ پابندی نہیں کریں گے تو پھر جماعتی نظام بھی حرکت میں آ جاتا ہے۔

☆ صفائی کے لئے خاص طور پر جہاں انتارش ہو، جگہ چھوٹی ہو اور تھوڑی جگہ پر عارضی انتظام کیا گیا ہو بہت ساری مشکلات پیش آتی ہیں۔ تو ہر کوئی یہ کوشش کرے کہ ٹائلٹ وغیرہ کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ اگر کوئی کارکن نہیں بھی ہے اور کوئی جاتا ہے تو خود صفائی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر ایک دوسرے کی مدد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوا کرتا۔ آپس میں بھائی بھائی ہوں تو ایسے کام کر لینے چاہئیں۔ یہ نہیں ہے کہ کارکن آئے گا تب ہی صفائی ہوگی اور اس کی شکایت میں کروں گا اور انتظامیہ اس سے پوچھے گی تب ہی صفائی ہوگی۔ بلکہ چھوٹی موٹی اگر صفائی کی ضرورت ہو تو کر لینی چاہئے۔ کیونکہ صفائی کے بارے میں آتا ہے کہ یہ نصف ایمان ہے۔

خواتین بھی گھومنے پھرنے میں احتیاط اور پردے کی رعایت رکھیں۔ لیکن بعض دفعہ غیر خواتین بھی آئی ہوتی ہیں وہ تو ویسی پابندی نہیں کر رہی ہوتیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ جلسے پر آئی ہوئی ساری خواتین احمدی ہیں لیکن بعض غیر احمدی بھی ہوتی ہیں غیر از جماعت ہوتی ہیں تو وہ پابندی نہیں کر رہی ہوتیں۔ اس لئے انتظامیہ یہ خیال رکھے کہ عورتوں اور مردوں کے رش کے وقت راستے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔

چھوٹے بچوں میں بھی ان دنوں میں خاص طور پر جماعتی روایات کا خیال رکھتے ہوئے ٹوپی پہننے کی

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

عادت ڈالیں۔ ایسے بچے جو نمازیں پڑھنے کی عمر کے ہیں۔ اور اس طرح ایسی بچیاں جو اس عمر کی ہیں ان کو سر پر چھوٹا سا دوپٹہ بھی لے دینا چاہئے بجائے اس کے کہ یہاں کے لباس پہن کر پھریں۔

بعض دفعہ شکایت آجاتی ہے گو یہ بہت معمولی ہے ایک آدھ کیس ایسا ہوتا ہوگا کہ بعض لفٹ دینے والے مہمانوں سے پیسے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ تو مہمانوں کی عزت و اکرام اور خدمت کے بارے میں میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں اس کو خاص اہمیت دیں۔ محبت خلوص ایثار اور قربانی کے جذبے کے تحت ان کی خدمت کریں۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں ان کے ساتھ نرم لہجہ اور خوشدلی سے بات کریں۔ یہ تفصیلی ہدایت تو پہلے میں دے چکا ہوں۔

جو مہمان آرہے ہیں وہ بھی یہ خیال رکھیں کہ نظم وضبط کا خاص خیال رکھیں اور منتظمین جلسہ سے پورا پورا تعاون کریں۔ ان کی ہر طرح سے اطاعت کریں۔

بعض مائیں اپنے بچوں کی بڑی غیرت رکھتی ہیں کوئی ڈیوٹی والا اگر کسی کو کچھ کہہ دے تو لڑنے مارنے پہ آمادہ ہو جاتی ہیں وہ بھی سن لیں کہ اگر وہ تعاون نہیں کر سکتیں اور اتنی غیرت ہے تو پھر جلسے کے وقت اس دوران اس مارکی میں نہ آئیں۔

کھانا کھاتے وقت بھی بعض باتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ بعض دفعہ ضیاع ہو جاتا ہے۔ اب اس دفعہ انہوں نے کچھ انتظام بدلا ہے۔ کیونکہ پہلے ہی پیکنگ کر کے دے رہے ہیں اور میں نے دیکھا ہے اتنی مقدار ہے کہ امید ہے ضائع نہیں ہوگی عموماً ایک آدمی اتنا کھا ہی لیتا ہے لیکن بعض کو بعض چیزیں نہ کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ یہاں اگر آلو نہیں بھی پسند تب بھی مجبوراً کھالیں اور ضائع نہ کریں کیونکہ پھر یہاں ڈمپ کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

☆ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ایک دوسرے پر مذاق میں ہو رہی ہوتی ہیں وہ بھی بعض دفعہ بڑی لڑائیوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں ان سے بھی پرہیز کریں، اجتناب کریں۔ اور زبان کی نرمی بڑی ضروری ہے۔ اور دونوں مہمان بھی اور میزبان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ نرم زبان کا استعمال ہو اور کسی بھی قسم کی سختی دونوں طرف سے نہیں ہونی چاہئے۔ اور پیار سے، محبت سے ایک دوسرے سے ان دنوں پیش آئیں بلکہ ہمیشہ پیش آئیں اور خاص طور پر دعاؤں میں یہ دن گزاریں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اور جلسے کی جو خاص برکات ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

بعض دفعہ جہاں کھانا کھایا جاتا ہے وہاں لوگ اپنی پلیٹیں چھوڑ جاتے ہیں یا انہوں نے جو پیک بنائے ہیں وہ چھوڑ جاتے ہیں تو ان کو اٹھا کے جہاں ڈسٹ بن بنائے گئے ہیں وہاں پھینکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے میں یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ یہ جماعتی جلسہ ہے اس کو میلہ نہ سمجھیں کیونکہ آپس میں ملاقاتیں وغیرہ یا فیشن کا اظہار تو یہاں مقصود نہیں ہے۔ عورتیں اکٹھی ہوں تو باتیں شروع کر دیتی ہیں اور پھر ختم نہیں ہوتیں۔ ان کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور انتظامیہ اس کا خاص طور پر خیال رکھے اور نگرانی کرے۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جہاں جہاں بھی جلسے ہوتے ہیں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

بعض باہر سے آنے والے یہاں شاپنگ کرنے کے لئے قرض لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات قناعت کی صفت کو گدلا کر رہی ہوتی ہے۔ قناعت کی صفت میں ایسا اظہار ہو رہا ہوتا ہے جو لوگوں کو اچھا نہیں لگتا۔ تو اس سے بچنا چاہئے۔ اتنا ہی خرچ کریں جتنی توفیق ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ شاپنگ کرنے کے لئے جتنی ضرورت ہے رقم آپ کے پاس ہے اتنی شاپنگ کریں، عزیزوں رشتہ داروں سے قرض نہ لیں۔ یہ بڑا غلط طریقہ ہے۔ جلسہ سننے کی غرض سے آتے ہیں تو جلسہ سننا چاہئے اور جو روحانی مائدہ یہاں تقسیم ہو رہا ہے اس سے ہر ایک کو اپنی جھولیاں بھرنی چاہئیں۔

گو کہ یہی کہا جاتا ہے کہ مہمان نوازی تین دن کی ہوتی ہے لیکن بعض لوگ دور سے آرہے ہوتے ہیں خرچ کر کے آرہے ہوتے ہیں اور پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ دوبارہ موقع مل سکے یا نہ مل سکے تو زیادہ ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ اگر اپنے قریبی عزیز رشتہ داروں کے ہاں ٹھہر جائیں تو ان کو خوشی سے ٹھہرا لینے میں حرج نہیں ہے۔ اور بعض طبیعتیں بڑی حساس ہوتی ہیں ایسے مہمانوں کو مذاقاً بھی احساس نہیں دلانا چاہئے جو مالی لحاظ سے ذرا کم ہوں یا قریبی عزیز ہوں کہ تین دن ہو گئے اور مہمان نوازی ختم ہوگئی۔ اس طرح اس سے دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔

حفاظتی طور پر بھی خاص نگرانی کا خیال رکھنا چاہئے اپنے ماحول پر گہری نظر رکھیں۔ یہ ہر ایک کا فرض ہے۔ اجنبی آدمی یا کوئی ایسا شخص آپ دیکھیں جس پر شک ہو تو متعلقہ شعبہ کو اطلاع دیں لیکن خود کسی سے اس طرح نہ پیش آئیں جس سے کسی قسم کا چھیڑ چھاڑ کا خطرہ پیدا ہو اور آگے لڑائی جھگڑے کا خطرہ پیدا ہو۔ لیکن اگر اطلاع کا وقت نہیں ہے پھر اس کا بہترین حل یہی ہے کہ آپ اس شخص کے آپ ساتھ ساتھ ہو جائیں، اس کے قریب رہیں۔ تو ہر شخص اس طرح سیکیورٹی کی نظر سے دیکھتا رہے تو بہت سارا مسئلہ تو اسی طرح حل ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ بعض خبروں کی بناء پہ، گزشتہ سالوں میں آتی رہی ہیں، انتظامیہ بعض دفعہ چیکنگ سخت کرتی ہے۔ تو اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو چیکنگ سخت ہو رہی ہو تو مکمل تعاون کرنا چاہئے خاص طور پر عورتوں کو وہ عام طور پر جلدی بے صبری ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہماری حفاظت کے نقطۂ نظر سے ہی یہ سب کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے تعاون ہر ایک کا فرض ہے۔

پھر یہ کہ جو آپ کو کارڈ دئے گئے ہیں وہ اپنے پاس رکھیں اور اگر کسی کا کارڈ گم ہو گیا ہو تو متعلقہ شعبہ کو اطلاع کریں تا کہ ان کو بھی پتہ لگ جائے کون سا کارڈ گم ہوا ہے کس کا گم ہوا ہے تا کہ اگر کسی اور نے ایسا لگایا ہو وہ بھی پتہ لگ جائے اور آپ کو بھی کارڈ میسر آجائے۔

قیمتی اشیاء اپنی نقدی یا پیسے وغیرہ کی حفاظت بھی آپ پر فرض ہے کہ خود کریں۔ کیونکہ یہاں بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں اور کھلی جگہیں ہیں ٹینٹ میں اجتماعی قیام گاہیں ہیں تو بعد میں شکایات نہیں ہونی چاہئیں۔ اس لئے آپ خود اپنی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو اس جلسہ کے لئے دعائیں ہیں وہ حاصل کرنے والے ہوں اور ان مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آپؑ نے جلسوں کا اجراء فرمایا تھا اور ان دنوں میں ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی بھی توفیق ملے۔

❀❀❀ ❀ ❀❀❀

جماعت احمدیہ آسٹریا کے تحت
جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

(حافظ راحت احمد شمیم ۔ جنرل سیکرٹری)

جماعت احمدیہ آسٹریا نے یوم خلافت کا جلسہ بھی اپنی تمام تر روایات کے ساتھ منایا۔ جلسہ نماز ظہر و عصر کے بعد تقریباً 2 بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی رونق یوں بھی دوبالا ہوگئی کہ آسٹریا میں پہلے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے محترم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ نے شرکت فرمائی۔

محترم قاضی شفیق احمد صاحب صدر جماعت آسٹریا نے افتتاحی خطاب کیا۔ جس میں محترم صدر صاحب موصوف نے خلافت کی برکات کے موضوع پر روح پرور اور ایمان افروز خطاب بھی تھا۔ محترم صدر صاحب نے تمام احباب جماعت آسٹریا کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

صدر صاحب کے بعد مکرم محمد وہاب صاحب نے خلافت کی اہمیت پر نہایت موثر تقریر کی اور خلافت کی اہمیت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ اس بابرکت جلسہ کی تیسری تقریر محترم شہزادا احمد منور صاحب نے خلافت کی غرض وغایت پر کی۔

پروگرام کے مطابق اختتامی خطاب محترم صداقت احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا۔ جس میں انہوں نے قرآن کریم میں ''خلافت کا وعدہ'' کے متعلق تفصیل سے بیان کیا۔ اس پر مغز اور سبق آموز تقریر کے بعد صداقت صاحب نے ہی دعا کروائی۔ اس طرح دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ یوم خلافت اور پھر اسی دن نئے مشن ہاؤس کے افتتاح کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

❀❀❀❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

Punjab Sweets & Restaurant
ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔ کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز
Munawar Ahmad (Babbi)
Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے کامیاب و بابرکت انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں

نظام خلافت اور نظام وصیت کا بہت گہرا تعلق ہے

نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ اور بڑھیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۶/اگست ۲۰۰۴ء بمطابق ۶/ظہور ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن (یو۔کے)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمد لله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ یو۔کے۔ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو لے کر آیا اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور برکات بانٹتا ہوا چلا گیا۔ کئی لوگوں نے خطوط میں اور زبانی بھی اظہار کیا کہ ایک عجیب روحانی کیفیت تھی جو ہم اپنے اندر محسوس کرتے رہے۔ خدا کرے کہ یہ روحانی کیفیت عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ رہنے والی اور دائمی ہو۔ ہم ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جن فضلوں کو ہم نے سمیٹا ہے ان کو اپنی زندگی پر لاگو بھی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہیں۔ مقررین کی باتیں ان مقررین کی طرح نہ ہوں جن کے جوشیلے خطابات کا صرف وقتی اثر تو ہوتا ہے لیکن مجلس سے اٹھتے ہی وہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔ یہی دنیا اور اس کے دھندوں میں انسان کھویا جاتا ہے۔ ترقی کرنے والی اور انقلاب پیدا کرنے کا دعویٰ کرنے والی قوموں کے یہ طریق نہیں ہوا کرتے۔ وہ جب ایک کام کرنے کا عزم لے کر اٹھتی ہیں تو پھر اس کو انتہا تک پہنچانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔

لیکن جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں ان کا ایک اور خاصہ بھی ہوتا ہے ان کو اپنی ترقیات اپنی کسی قابلیت یا اپنی کسی محنت یا اپنی کسی خوبی کی وجہ سے نظر نہیں آ رہی ہوتی بلکہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضلوں کی وجہ سے ہے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے اور پھر جب جماعت بحیثیت جماعت بھی اور ہر فرد جماعت انفرادی طور پر بھی ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کے آگے جھکتا ہے اس کے آگے گڑگڑاتا ہے کہ اے خدا! تو نے اس قدر فضل ہم پر کئے جو بارش کے قطروں کی طرح برستے جا رہے ہیں ہماری کسی غلطی، ہماری کسی نالائقی، ہماری کسی نااہلی کی وجہ سے بند نہ ہو جائیں۔ اس لئے ہمیں توفیق دے ہمیں طاقت دے اور ہم پر مزید فضل فرما کہ ہم تیرے ان فضلوں کا شکر ادا کر سکیں، کیونکہ شکر ادا کرنے کی طاقت بھی اے خدا! تجھ سے ہی ملتی ہے۔ جب یہ سوچ ہوگی اور ہم اس طرح دعائیں بھی کر رہے ہوں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے، اللہ تعالیٰ کی اس پیار بھری تسلی کے حقدار بھی بن رہے ہوں گے کہ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم :8)۔ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔ اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے اس وعدے اور اس اعلان کے حقدار ٹھہریں اور کبھی نافرمانوں اور ناشکروں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب نہ بنیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ اس لئے ہمیشہ شکر گزاروں میں سے بنے رہو۔ شکر گزاری کے بھی مختلف مواقع انسان کو ملتے رہتے ہیں اور جو مومن بندے ہیں وہ تو اپنے ہر کام کے سدھرنے کو، ہر فائدے کو، ہر ترقی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں اور ہمیشہ عبد شکور بنے رہتے ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ گزشتہ اتوار کو ختم ہوا جیسا کہ میں نے کہا احمدیوں نے اس نعمت سے فائدہ اٹھایا لیکن یہ فائدہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنا رہے گا۔ جلسے کا انتظام ہوتا ہے اور چھ مہینے پہلے ہی انتظامیہ کو اس کی فکر شروع ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو انتظامیہ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس کے اس احسان پر اس کے آگے مزید جھکنا چاہئے کہ تمام کام بخیر و خوبی تکمیل کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ خدمت کر سکیں۔ باوجود بہت سی کمزوریوں اور نااہلیوں کے اس نے پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس جلسہ کو خیریت سے اختتام تک پہنچایا۔ تو جب اس طرح اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ہم اس کے آگے جھکیں گے تو آئندہ یہ فضل اس کے وعدوں کے مطابق پہلے سے بھی بڑھ کر ہم پر نازل ہوں گے۔ پھر انہیں فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے تمام کارکنان مہمانوں کے بھی شکر گزار ہوں گے کہ انہوں نے بھی تعاون کیا اور میزبانوں کی کمیوں پر صرف نظر کیا اور کسی قسم کا شکوہ یا گلہ نہیں کیا۔ اور اس بات پر ان کو مہمانوں کا شکر گزار ہونا چاہئے اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی مزید شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے مہمانوں کے دلوں کو ہماری طرف سے بھی نرم رکھا اور انہوں نے صَرفِ نظر سے کام لیا۔

پھر مہمانوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ یہاں آرام سے رہے اور کسی قسم کی تکلیف یا زیادہ تکلیف ان کو برداشت نہیں کرنی پڑی۔ ان کو تمام انتظامیہ کا شکر گزار ہونا چاہئے اور پھر جو تمام کارکنان ہیں جن میں چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک کی عمر کے لوگ شامل ہیں جنہوں نے جہاں جہاں ڈیوٹی تھی بڑی خوش اسلوبی سے اپنی ڈیوٹیاں ادا کیں، اپنے فرائض نبھائے اور مہمانوں کے لئے سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی۔ مہمانوں کو بھی چاہئے کہ اس شکرانے کے طور پر ان سب کارکنان کے لئے، ان کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کریں۔ جلسے سے پہلے گزشتہ تین چار ہفتے سے تو بعض کارکنان دن رات ایک کر کے اپنی ضروریات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنانے کی خدمت میں لگے رہے ہیں۔ اور پھر جلسے کے دنوں میں بھی ایک بڑی تعداد کارکنان اور کارکنات کی اس خدمت پہ مامور رہی اور اپنے آرام اپنی خوراک کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ اور کارکنات نے اس خدمت کے جذبے کے تحت اپنے بچوں کو (بعض بچوں کی مائیں بھی تھیں) دوسروں کے سپرد کیا۔ یا گھروں میں بھی چھوڑ کے آئیں۔ بالکل بے پرواہ ہو گئیں اس بات سے کہ ان کے سر پر کوئی رہا بھی کہ نہیں یا بچوں کا کیا حال ہے۔ ان بچوں کی ضروریات کا خیال بھی رکھا جا رہا ہے یا نہیں۔ آنے والے مہمانوں کو اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ساتھ ان کارکنوں کا بھی شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اس شکر گزاری کا بہترین طریقہ یہ ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان تمام کارکنوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کی بہترین جزا دے اور پھر ان پر ہمیشہ اپنی پیار کی نظر ڈالتا رہے۔ پھر مہمانوں کو ان عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے ان کو اپنے گھروں میں اس جذبے کے تحت مہمان ٹھہرایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں۔ ان کے لئے خاص دعائیں کرتے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جنہوں نے اپنے اپنے گھروں میں مہمان ٹھہرایا جزا دے اور ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت دے۔ یہ شکر گزاری کی فضا جب پیدا ہوگی اور ایک دوسرے کے لئے دعائیں ہو رہی ہوں گی تو یہی اس دنیا کی جنت ہے۔ جس میں ایک دوسرے کے لئے سوائے نیک اور پاک جذبات کے اور شکر کے جذبات کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ اور جب یہ شکرانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا سلسلہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ چلتا رہے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے، ”حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نعمت شکر کے ساتھ وابستہ ہے اور شکر کے نتیجہ میں مزید عطا ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے مزید عطا

کرنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ بندہ شکر کرنا نہ چھوڑ دے۔

(کنزالعمال جلد نمبر 2 صفحہ 151)

تو دیکھیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت کسی نہ کسی طرح دینے کے لئے تیار بیٹھا ہے تم شکر کرو تو پھر اللہ دیتا چلا جائے گا۔ اپنے بھائیوں کے بھی شکر گزار بنو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بھی شکر گزار بندے بنو تو میری نعمتوں سے حصہ پاتے چلے جاؤ گے، ان میں اضافہ دیکھتے چلے جاؤ گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی نعمتیں ایک لڑی میں ہیں۔ ہر نعمت کے بعد شکر ہو تو پھر یہ نعمتوں کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ہر نعمت کے بعد شکر اور ہر شکر کے بعد نعمت۔ بندہ ناشکرا ہو جائے تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور نعمتوں کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے اور صرف یہ خیال نہ رہے کہ یہ تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان کا کیا شکر ادا کرنا۔ بعض دفعہ بعض خیال آ جاتے ہیں، نہیں بلکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اگر میسر آتی ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مانگنی ہو تو مجھ سے مانگو۔ اگر جوتی کے تسمے کی ضرورت بھی ہے تو مجھ سے مانگو۔ تو جب یہ حالت ہوگی کہ تم جوتی کا تسمہ بھی خدا سے مانگ رہے ہو اور پھر اس کے بعد اس کا شکر بھی ادا کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ پھر نعمتوں کو اور بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے ’’حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے منبر پر کھڑے ہو کے فرمایا کہ جو تھوڑے پر (چھوٹی بات پر) شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدمِ ذکر کفر (یعنی ناشکری) ہے۔ جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی (پراگندگی) عذاب ہے‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 278) یعنی تفرقہ بازی جو ہے آپس میں پڑے رہنا یہ عذاب ہے اس سے ہلاکت ہوگی۔

تو اس میں ایک یہ بھی نصیحت فرما دی کہ ایک جماعت رہتے ہوئے ایک دوسرے کے شکر گزار بنو اور اس طرح سے شکر گزاری کے ساتھ ایک جماعت بن کر رہنے سے تم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو بھی جذب کرنے والے ہو گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانے میں حاصل ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ریل، تار، ڈاک، ڈاک خانہ، پولیس وغیرہ انتظام کو دیکھو کس قدر فوائد پہنچتے ہیں۔ آج سے 60-70 برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام و آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیوں کر شکر نہ کریں‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 547 جدید ایڈیشن) حکومت نے جو چیزیں مہیا کی ہوتی ہیں ان کا بھی ہمیں ہمیشہ شکر گزار ہوتے رہنا چاہئے۔ انہوں نے یہ سہولتیں میسر کی ہیں اور مہیا کی ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’﴿فَاذْکُرُوْنِیْۤ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾ (بقرہ:153) یعنی اے میرے بندے! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو‘‘۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ189 جدید ایڈیشن) پس یہ شکر جس کا آخری سرا ہمیں اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے یہی ہر احمدی کا مطمح نظر ہونا چاہئے یہی ہے جس کو حاصل کرنا ہر احمدی کا مقصد ہونا چاہئے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کوشش کرے کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے والا ہو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ (ابراہیم :8)۔ کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اگر تم کفر کرو تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ یعنی جب انسان پر خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور الٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے۔ .... چاہئے کہ نرمی اور پیار سے کام کیا جائے اور چاہئے کہ جو شخص کسی ذمہ داری کے عہدے پہ مقرر ہو وہ لوگوں سے خواہ امیر ہوں یا غریب نرمی اور اخلاق سے پیش آئے کیونکہ اس میں نہ صرف ان لوگوں کی بہتری ہے بلکہ خود اس کی بھی بہتری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 533 جدید ایڈیشن)

پس کام کرنے والے بھی اور عام احمدی بھی شکر گزار ہونے کی صفت کو اپنانے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے، اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں گے تو تبھی اپنے فائدہ کے بھی سامان کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ خیر و برکت کے سامان بھی شکر گزاری کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے نہ صرف شکر کر رہے ہیں بلکہ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے خیر و برکت بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جن قوموں سے جن لوگوں سے خوش ہوتا ہے ان کو شکر گزار بنا دیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ’’جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو خیر و برکت عطا کرنا چاہے تو ان کی عمریں بڑھا دیتا ہے اور انہیں شکر بجالانا سکھا دیتا ہے‘‘۔ (کنزالعمال جلد 2 صفحہ53) تو دیکھیں اس شکر گزاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں بھی برکت دیتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس نیکی کو، شکر گزاری کی اعلیٰ صفت کو آگے پھیلا رہے ہوتے ہیں اور لوگ ان سے فیض بھی حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ تو لوگوں میں فیض پہنچانے والوں کی عمروں میں بھی برکت ہوتی ہے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبا قیام فرماتے تھے (اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کس طرح کی جاتی ہے) کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ اس پر (کہتی ہیں کہ) مَیں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپؐ کے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ پہلے کے بھی اور بعد کے بھی تو آپ کیوں اتنا لمبا قیام فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا عبد شکور نہ بنوں۔ جس نے مجھ پہ اتنا احسان کیا ہے کیا میں اس کا شکر ادا کرنے کے لئے نہ کھڑا ہوا کروں‘‘۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح۔باب قولہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک)۔

پس جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں کہ عبد شکور بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو دیکھنے کے بعد تو ہمیں بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر احمدی کو اپنی عبادات میں ایک خاص ذوق پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ جھکنا چاہئے اور اس زمانے میں تو خاص طور پر جب دنیا میں ہر طرف افراتفری پڑی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک جماعت میں ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے اس پر ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور اس کے عبادت گزار بندے بننے کی کوشش کریں۔

اس شکر گزاری کے جذبے کے تحت جس کے اظہار کا ہمیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے تمام ان مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خاموشی سے اس جلسے کو سنا اور اس کی برکات سے فیض پایا اور اب اس کوشش میں ہیں کہ اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح میں میزبانوں اور ان لوگوں کا جنہوں نے اپنے گھروں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو ٹھہرایا، ان کا رکنوں اور ان کارکنات کا جنہوں نے بے نفس ہو کر رات دن ایک کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہر کارکن چاہے وہ لنگر خانے میں کام کرنے والا کارکن تھا یا صفائی کے شعبے کا تھا یا آب رسانی کے شعبے کا تھا ان دنوں میں تو گرمی بھی کافی رہی ہے اور پانی کی ضرورت بھی محسوس ہوتی رہی تو پانی پلانے کے لئے چھوٹے بچوں نے ڈیوٹی دی اور اس ڈیوٹی کو خوب نبھایا اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو اور بڑھاتا چلا جائے۔ جب ربوہ میں جلسے ہوتے تھے تو یہی نظارے دیکھنے میں آیا کرتے تھے اس طرح اور مختلف شعبہ جات ہیں۔ ایم ٹی اے کے کارکن ہیں، تمام شعبوں کا تو نام لینا ممکن نہیں بہرحال سب کا شکریہ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر الفاظ جن سے شکریہ بھی ادا ہو جائے اور دعا بھی مل جائے وہ یہ ہیں کہ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزا دے۔

اس شکرانے کے ضمن میں ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ جلسے کی آخری تقریر میں میں نے احباب جماعت کو وصیت کرنے اور اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں اور احباب جماعت نے ذاتی طور پر بھی اس سلسلہ میں وعدے کئے ہیں اور وعدے آ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اس عہد کو جلد از جلد نبھا سکیں اور جتنی تعداد میں میں نے خواہش کی تھی اس سے بڑھ کر اس بابرکت نظام میں وہ شامل ہوں۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو دوسری جماعتی خدمات میں بعض دفعہ جب ان کو کوئی تحریک کی جائے تو پیش پیش ہوتے ہیں یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اس میں حصہ لیں لیکن وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ ان میں سے بھی کئی لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اب اس نظام میں شامل ہوں گے۔ ایسے صاحب حیثیت لوگوں کو ایسے احمدیوں کو تو سب سے پہلے چھلانگ مار کر آگے آنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمائے ہیں۔ ان کے شکرانے کے طور پر ہم اس نظام میں شامل ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو ان پر نعمتیں نازل فرمائی ہیں ان کا اظہار ہونا چاہئے اور وہ اپنے ذاتی اظہار کے۔ قربانیوں کی طرف توجہ دینے کا بھی

اظہار ہونا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ ''حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے''۔

(ترمذی کتاب الادب باب ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ)

پس جہاں اپنی ذات پر اپنے خاندان پر یہ اثر دکھا رہے ہوں وہاں قربانیوں میں بھی ایسے ظاہر ہونا چاہئے اور یہ جو تسلسل قربانی کا ہے کبھی کبھار کی قربانی نہیں بلکہ تسلسل کی قربانی کا اظہار ہونا چاہئے تا کہ اور زیادہ شکرانِ نعمت ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت و محنت کے دکھائی ہے وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے۔ بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصے میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ حصہ عبادات میں صوم، صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ امور شامل ہیں''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 94-95 جدید ایڈیشن)

پس اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے ہم بھی ان اعمال کو بجالانے والے ہوں پھر جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض مسلمان کرتے ہیں کہ غلط طریق سے مال کمایا اور پھر بازار میں ٹھنڈے پانی کی سبیل لگا دی یا برف ڈلوا دی یا مسجد بنوا دی یا اس کا کچھ حصہ بنوا دیا۔ یا حج کر آئے اور سمجھ لیا کہ ہمارے ناجائز ذریعے سے کمائے ہوئے مال پاک ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگ تو دین کے ساتھ مذاق کرنے والے ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لئے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنا دے۔ تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیا داری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے (یعنی جب ٹھوکر لگتی ہے تو اور بھی سعادت پیدا ہوتی ہے) اس کو ایک مزا آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے اور دنیا کی کامیابی خدا شناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں کے لئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی کا (جس کو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا تم دیکھتے ہو کہ دولتمند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں۔ (فرمایا کہ) مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جس کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے۔ (کھجلی کا مریض جب کھجلی کرتا ہے تو اس کو بڑا مزا آ رہا ہوتا ہے) لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے۔ پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ بلکہ ان کامیابیوں کو خدا شناسی کا ایک ایک ذریعہ قرار دو، اپنی ہمت اور کوشش پر ناز مت کرو اور مت سمجھو کہ ہماری کامیابی کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو کبھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بارور کیا''۔ .... پھر فرمایا: ''اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا۔ اور اگر کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ عذاب سخت میں گرفتار ہو گے۔ اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلاء میں وہ ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور ایک مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی نعمت، دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے۔ مگر مومن خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے۔ .... اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور حمایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلے میں ایک نئی زندگی آ جاتی ہے اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہئے۔ کیونکہ سب سے اعلیٰ درجے کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا............''۔ فرمایا: ''غرض اگر اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑنا ہے تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرے اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 98-99 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان کا پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت و تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 49 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شکر گزار بندہ بنائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح پر عمل کرنے والا بنائے۔ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے چھوٹی سے چھوٹی نعمت سے لے کر بڑی بڑی نعمتوں کے ملنے پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے بنیں۔ اس کے شکر گزار رہیں۔ ہمیشہ عبد شکور بنے رہیں اور نظام خلافت اور نظام جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔ اور اس کے لئے قربانیاں بھی دیتے چلے جائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تحت

’’سبع سبع‘‘ میلہ میں جماعت احمدیہ کی شرکت

(محمد ارشاد انور مبلغ سلسلہ ۔ تنزانیہ)

سبع سبع :انگریزی کیلنڈر کے ساتویں مہینے (جولائی) کے پہلے سات دن تنزانیہ کے سب سے بڑے شہر دارالسلام میں ایک وسیع وعریض جگہ پر ایک عالمی میلے کا اہتمام ہوتا ہے ۔جس میں دنیا بھر کے ممالک کی شرکت ہوتی ہے اور ہر ملک اپنی اپنی مصنوعات کا تعارف کرواتا ہے۔نیشنل اور انٹرنیشنل سطح پر بڑی بڑی کمپنیاں اور ادارے ہر سال نئی نئی اشیاء متعارف کرواتے ہیں ۔بہت بڑے بڑے اسٹال لگائے جاتے ہیں ۔اپنی اپنی مصنوعات بڑے خوبصورت انداز میں ترتیب دی جاتی ہیں تا کہ آنے والے مہمانوں کے لئے کشش کا باعث ہوں۔

چونکہ یہ اسٹال حکومت کی طرف سے الاٹ ہوتے ہیں ۔میلے کے ایّام کے علاوہ سارا سال یہ اسٹالز بند رہتے ہیں۔اس لئے اگلے سال سبع سبع سے پہلے ہر کوئی اپنے اپنے اسٹال کی مرمت وغیرہ کرتا ہے۔ جماعت کے خدام وانصار نے بھی مسلسل وقار عمل کر کے اور ضروری تبدیلی کر کے اسٹال کی مرمت کی ۔ اور ماحول کو صاف کیا۔

پورے میلے میں صرف جماعت احمدیہ کو کتب کا اسٹال لگانے کی اجازت ہے جس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کروانے کی توفیق ملتی ہے۔ایک دور میں جماعتی کتب کی فروخت میں غیر احمدیوں کی طرف سے رکاوٹیں بھی ڈالی جاتی تھیں ۔لیکن اب خدا کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ ہی کتب فروخت کرسکتی ہے دوسروں پر پابندی ہے۔

دوسرے اس پورے علاقہ میں صرف جماعت احمدیہ کو توفیق ملی ہے کہ وہاں مسجد تعمیر کرے جہاں ہر فرقہ کے لوگ آ کر نماز ادا کرتے ہیں ۔خواتین کے لئے بھی الگ انتظام کیا گیا ہے۔قبل ازیں صرف نماز کے لئے الگ جگہ مختص کی گئی تھی ۔لیکن امسال باقاعدہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔الحمدللہ

اسٹال کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر مبنی بینرز اور تصاویر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سے مزین کیا گیا تھا جو زائرین کے لئے جاذب نظر تھا۔

امسال میلے کا افتتاح تنزانیہ کے نائب صدر علی محمد شین صاحب نے کیا بعدہٗ وہ مختلف اسٹالز پر بھی تشریف لے گئے ۔اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے اسٹال پر لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت سنائی جاتی رہی۔

خدام وانصار نے بڑی محنت اور لگن سے جماعتی کتب کو بڑے قرینے سے سجایا تھا۔چونکہ ہمارا اسٹال برلب سڑک ہے اور تمام زائرین کا گزر ہمارے اسٹال کے سامنے سے ہوتا تھا۔کتب کا واحد اسٹال زائرین کو وہاں رکنے پر مجبور کرتا تھا۔خصوصاً مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم لوگوں نے بہت پسند کئے ۔قرآن مجید کے تراجم کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی احباب نے جماعت احمدیہ کی خدمت کو سراہا۔اس سال تین کتب کو ری پرنٹ کر کے رکھا گیا جن کی مسلمانوں میں بڑی مانگ تھی یعنی اسلامی نکاح ،ادعیۃ الرسول اور قاعدہ یسرنا القرآن ۔جماعتی کتب کے علاوہ آڈیو ، ویڈیو کیسٹس کی فروخت کا انتظام تھا جس میں جماعت کا تعارف کروایا گیا تھا۔امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے 1.3 ملین شلنگ کی کتب فروخت ہوئیں۔الحمدللہ

جماعتی کتب اور لٹریچر اپنی ذات میں بہت بڑی تبلیغ تھی تاہم اس کے ساتھ ساتھ ہمارے معلمین ، انصار اور خدام کی ایک ٹیم ہمہ وقت زائرین کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے وہاں موجود تھی۔ 11500 کی تعداد میں فری لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

اسٹال پر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر آویزاں کی گئیں تھیں ۔ایک روز ایک دوست اسٹال پر تشریف لائے کچھ دیر تک حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کو غور سے دیکھتے رہے اور پھر بڑے ہی رقت آمیز حالت میں تصویر کو بوسہ دے کر چلے گئے۔

اسی طرح ایک اور شخص اسٹال پر آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی تصویر کو غور سے دیکھتا رہا پھر تصویر کی بابت سوالات کیے۔جب اس کو بتایا گیا تو اس نے منہ مانگی قیمت دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی اور کہا کہ میں ہر صورت میں یہ تصویر خریدنا چاہتا ہوں۔

ان واقعات سے حضرت مسیح موعودؑ کی اس بات کی تائید کا عملی ثبوت مل گیا کہ بعض لوگوں میں اللہ تعالیٰ یہ وصف رکھتا ہے جو سچوں کا چہرہ پہچان لیتے ہیں۔اس غرض سے حضرت مسیح موعودؑ نے تصویر بنوائی تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دنیا بھر کی نیک روحیں اکٹھی کر دے اور ان کو حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق ملے۔آمین

❁❁❁❁❁

Jalebe

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05 ؍اگست 2004 بروز سوموار قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں درج ذیل دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرمہ سردار بیگم صاحبہ (والدہ مکرم نثار احمد بٹ صاحب۔سیکرٹری مال یوکے)

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ نہایت نیک ،ملنسار، اپنوں اور غیروں سب کی بہتری کا خیال رکھنے والی اور جماعتی تحریکات میں حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ الرشید قمر صاحبہ (اہلیہ مکرم شمیم احمد شمس صاحب بھٹی)

مکرمہ امۃ الرشید قمر صاحبہ مورخہ 4 اگست 2004ء کو بعمر 57 سال لمبی علالت کے بعد وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ اللہ کے فضل سے بہت نیک ، پابند صوم وصلوۃ اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے میں نمایاں کام کی توفیق پائی۔ایم ٹی اے میں بھی لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔اپنے حلقہ میں چھ سال تک لجنہ کی صدر رہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

(1) مکرم کمانڈر ڈاکٹر آغا عبداللطیف صاحب۔

مکرم کمانڈر ڈاکٹر آغا عبد اللطیف صاحب مورخہ 8 مئی 2004 کو وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم مکرم میاں عبدالرحیم صاحب سیالکوٹی کے پوتے اور مکرم میاں عبدالرزاق سیالکوٹی صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے ۔آپ زرعی کالج لائلپور اور بعد میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے منسلک رہے ۔آپ کو کچھ عرصہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے استاد رہنے کا شرف بھی حاصل رہا۔

(2) مکرمہ سعیدہ صبیحہ صاحبہ۔

مکرمہ سعیدہ صبیحہ صاحبہ مورخہ 13 ؍اکتوبر 2003ء کو بقضائے الٰہی کینیڈا میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ کی پوتی اور قاضی محمود احمد صاحب مرحوم کی بڑی بہو تھیں۔آپ دس سال تک اپنے حلقہ کی جنرل سیکرٹری اور پانچ سال تک صدر لجنہ رہیں ۔ مرحومہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(3) مکرمہ نور جہاں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولوی عبدالقادر دہلوی درویش قادیان)

مکرمہ نور جہاں بیگم صاحبہ مورخہ 22 مئی 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مکرم اسماعیل نوری صاحب مقیم جرمنی کی والدہ تھیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور شفیق خاتون تھیں۔

(4) مکرمہ حمیدہ تبسم صاحبہ (اہلیہ مکرم صوفی بشارت الرحمان صاحب مرحوم)

مکرمہ حمیدہ تبسم صاحبہ اس سال فروری کے مہینے میں بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ نیک سیرت، پرہیز گار اور خوش مزاج طبیعت کی مالک تھیں۔

(5) مکرمہ نصرت جمال صاحبہ (اہلیہ مکرم جمال الدین شاکر صاحب)

مکرمہ نصرت جمال صاحبہ مورخہ 18 ؍فروری 2004ء کو واہ کینٹ میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مکرم احمد شریف صاحب اور مکرم محمود شریف صاحب آف کرائیڈن کی والدہ تھیں۔موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

(6) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمد حسین صاحب)

مکرمہ شمیم اختر صاحبہ مورخہ یکم ؍جولائی 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔آپ کو لجنہ کی سیکرٹری کی طور پر خدمات کی توفیق ملتی رہی اور ربوہ میں ناصرات اور اطفال کو کئی سال تک قرآن کریم پڑھانے کا بھی موقعہ عطا ہوا۔مرحومہ موصیہ تھیں ۔بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(7) مکرم سید عبدالغفور صاحب (آف لاہور)

مکرم سید عبد الغفور صاحب مورخہ 27 ؍مئی 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مکرم ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ کے بھانجے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بچپن کے کلاس فیلو تھے۔

(8) مکرمہ نسیم ساجد صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد ساجد صاحب)

آپ مورخہ 25 ؍جون 2004ء کو جرمنی میں 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرحومہ نہایت نیک سیرت، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم فرید احمد نوید صاحب جامعہ احمدیہ میں پڑھا رہے ہیں ۔موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری

محترم مولانا محمد سعید انصاری صاحب ۹/ جنوری ۲۰۰۴ء کو ۸۸ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ ایک نہایت محنتی، مخلص اور باوفا خادم سلسلہ اور واقفِ زندگی تھے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۴/ فروری ۲۰۰۴ء میں مکرم میر انجم پرویز صاحب کے قلم سے محترم مولانا محمد سعید انصاری صاحب کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔

آپکے والد محترم کا نام حکیم مولوی محمد اعظم اور والدہ محترمہ کا نام سکینہ بیگم تھا۔ والد صاحب ضلع گورداسپور کے گاؤں پنڈوری وینساں کے رہنے والے تھے جو قادیان سے پندرہ میل دُور ہے۔ بعد ازاں موضع تھہہ غلام نبی منتقل ہوگئے۔ آپ کی پیدائش اسی گاؤں میں ۱۰/ مارچ ۱۹۱۶ء کو ہوئی۔ آپ کے والد صاحب نے ۱۹۲۴ء میں قادیان مستقل رہائش اختیار کرلی۔ آپ کے والدین دونوں موصی تھے اور قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔

آپ کے والد کو حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ سے ہم پیشہ اور ہم مسلک ہونے کی وجہ سے بڑی عقیدت تھی اور حضورؓ کے تقویٰ اور طبّی مہارت کے قائل اور مداح تھے۔ اسی بنا پر قبولِ احمدیت سے قبل ہی اکثر قادیان آکر ان کے درس قرآن میں شریک ہوتے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے بڑے بیٹے قاضی محمد رشید صاحب کو بغرض تعلیم، تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل کیا جہاں سے انہوں نے میٹرک کیا اور ۱۹۱۱ء میں بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوگئے۔ لیکن آپکے والد صاحب نے خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ابتدائی ایامِ خلافت میں بیعت کی توفیق پائی۔

مکرم سعید انصاری صاحب نے 9 سال تک اپنے والدین سے تعلیم پائی۔ پھر 1925ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی چوتھی کلاس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں پرائمری پاس کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ ۱۹۳۳ء میں مدرسہ احمدیہ کی سات جماعتیں پاس کرکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ اُس وقت جامعہ کا پنجاب یونیورسٹی سے الحاق تھا۔ جامعہ احمدیہ میں دو سال مولوی فاضل کیلئے اور دو سال مربیان کلاس کے لئے ہوتے تھے۔ مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد طلبہ کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ مربیان کلاس میں داخلہ لیں یا نہ لیں۔

۱۹۲۶ء میں آپ کی والدہ کی وفات ہوگئی۔ ۱۹۳۳ء میں ایک رات سونے سے پہلے حسب عادت دعا کرنے کے بعد آپ اپنا محاسبہ کررہے تھے کہ اچانک خیال آیا اگرچہ والد نہایت شفقت سے میری تمام ضرورتیں پوری فرماتے ہیں لیکن میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے پوری کوشش کروں گا۔

چنانچہ آپ اپنے والد صاحب کی اجازت سے چھٹیاں گزارنے کیلئے لاہور آگئے اور پانچ روپے ماہوار پر ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا۔ آپ کا خط پہلے ہی اچھا تھا اور مزید بہتر بنانے کیلئے ایک مشہور خوشنویس سے خطاطی سیکھنی شروع کی اور ڈیڑھ ماہ میں کتابت کرنے کے قابل ہوگئے۔ پھر قریباً سوا سال لاہور میں کتابت کرکے معقول رقم جمع کی اور دسمبر ۱۹۳۴ء میں قادیان واپس آکر مولوی فاضل کا داخلہ بھجوادیا۔

لیکن ایک عجیب صورت حال اُس وقت پیدا ہوگئی جب آپ کے ایک بزرگ کلاس فیلو محترم حافظ محمد رمضان صاحب جو نابینا تھے، آپ کے پاس آئے اور اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا کہ انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان دینا ہے لیکن لکھنے والا کوئی نہیں مل رہا۔ جب آپ نے اپنے والد صاحب سے حافظ صاحب کی پریشانی کا ذکر کیا تو والد صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے ایک سال کی قربانی کرکے حافظ صاحب کی مدد کردیں۔ چنانچہ 1935ء کی بجائے آپ نے اپنا مولوی فاضل کا امتحان 1936ء میں پاس کیا۔

۱۹۳۸ء کے بعد آپ کتابت کا کام کرتے رہے اور ٹیوشنز بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ہی مربیان کلاس میں داخلہ کے لئے انٹرویو دیا اور تمام امیدواروں میں سے صرف آپ منتخب ہوئے اور بارہ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں میٹرک پاس کیا۔ پھر جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد چند سال آپ نے مختلف اداروں میں کام کیا۔ مئی 1946ء میں جب آپ نے زندگی وقف کی تو اس وقت آپ "فیروز سنز" لاہور میں اُردو، عربی اور انگریزی کتابوں کی پروف ریڈنگ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ خطاطی کا کام بھی کرتے تھے جس سے اچھی خاصی آمد ہوجاتی تھی۔

مئی 1946ء میں اپنی ملازمت چھوڑ کر آپ نے خود کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں وقف کے لئے پیش کردیا جسے حضور نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا۔ 15 جون 1946ء کو آپ کے وقف کا آغاز ہوگیا اور حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی تقرری سنگاپور ملایا کے لئے فرمادی۔

3/ دسمبر کو آپ اور محترم میاں عبدالحیٔ صاحب سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے۔ 9 دسمبر کو ممبئی سے بحری جہاز میں سوار ہوئے اور 14 دسمبر کو سنگاپور پہنچ گئے۔ قریباً ڈیڑھ سال سنگاپور میں خدمت بجالانے کا موقع ملا۔ قادیان سے ہجرت کے نتیجہ میں جب جماعت کی مالی مشکلات میں اضافہ ہوا تو آپ کو انڈونیشیا کے جزیرہ سماٹرا جانے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ 28 مارچ 1948ء کو آپ سماٹرا پہنچ گئے اور وہاں قریباً ڈیڑھ سال تک کام کرنے کا موقع ملا۔ اس زمانہ میں انڈونیشیا اور ولندیزیوں کے درمیان جاری جنگ کی وجہ سے کام بہت مشکل تھا۔ تاہم دو خاندان جو بیس بائیس افراد پر مشتمل تھے، جماعت میں داخل ہوئے۔ عیسائی پادریوں سے مباحثے بھی ہوئے۔ پھر 1949ء کے اواخر میں آپ کو برٹش نارتھ بورنیو جانے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ آپ دسمبر کے آخر میں وہاں پہنچے اور اکتوبر 1953ء تک وہاں خدمات کی توفیق پائی۔ پھر حضور نے ازراہ شفقت 6 ماہ رخصت مرحمت فرمائی اور آپ ربوہ تشریف لائے۔ ۵/ اپریل ۱۹۵۴ء کو آپ واپس "برٹش نارتھ بورنیو" کے لئے روانہ ہوگئے اور مزید پانچ سال وہاں کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کے دور میں دو تین جماعتیں قائم ہوگئیں۔ علاوہ ازیں ایک سہ ماہی رسالہ Peace جاری کیا۔ اکتوبر 1959ء میں ربوہ واپسی ہوئی۔ ایک سال بعد دوبارہ سنگاپور ملایا جانے کا ارشاد ہوا۔ 5 جنوری 1961ء سے مارچ 1964ء تک وہاں خدمت بجالائے اور 1964ء میں ربوہ میں جامعہ احمدیہ میں پروفیسر مقرر ہوئے۔

ستمبر 1967ء میں آپ کو پھر سنگاپور اور ملائیشیا بھجوایا گیا جہاں نومبر 1970ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ 1970ء میں واپس آکر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کیا۔ اکتوبر 1973ء میں پھر انڈونیشیا کے لئے تقرری ہوئی۔ 1974ء سے 1977ء تک آپ کو مغربی جاوا کے علاقہ 'پریانگن' میں بطور مربی انچارج خدمت کی توفیق ملی۔ اپریل 1977ء میں آپ واپس ربوہ آئے تو جامعہ احمدیہ میں تقرری ہوئی۔ 1989ء تک جامعہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ 1980ء سے 1982ء تک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دیگر مقررین کی تقاریر کا انڈونیشین زبان میں رواں ترجمہ کرنے کا کام بھی آپ کے سپرد رہا۔

1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپکو سری لنکا میں پانچ ماہ کا دورہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اسی طرح 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپکو سنگاپور اور ملائیشیا کے دورہ پر چار ماہ کیلئے وہاں بھجوایا۔ اسی سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں بطور نمائندہ تحریک جدید شرکت کی اور اس دوران اسلام آباد (یوکے) میں ہونے والے مربیان کے ایک ماہ کے ریفریشر کورس کے انچارج بھی رہے۔

1989ء تک آپ جامعہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔ اس کے بعد سنگاپور، ملائیشیا کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے وکالت تبشیر میں تقرری ہوئی۔ اس کام کی تکمیل کے بعد وکالت تصنیف میں تبادلہ ہوا جہاں آپ تادمِ واپسیں حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب کا اردو ترجمہ کرنے میں مصروف رہے۔

خلفائے سلسلہ کے ساتھ آپ کو ہمیشہ محبت اور وفا کا تعلق رہا۔ آپ لطیف ادبی مذاق رکھتے تھے۔ شعرو شاعری میں بھی دلچسپی تھی لیکن باقاعدہ شعر نہیں کہتے تھے۔ MTA کے آغاز پر یہ قطعہ لکھ کر حضورؒ کی خدمت میں ارسال کیا:

روز سنتا ہوں آپ کی باتیں
روز کرتا ہوں آپ کا دیدار
پھر بھی ملنے کی پیاس باقی ہے
کاش فرقت کی یہ گرے دیوار

زوآلوجسٹ آف ائیر ۲۰۰۲ء

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴/ اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خان صاحب سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال مقیم امریکہ کو سال 2002ء کا زوآلوجسٹ آف ائیر ایوارڈ دیا گیا ہے۔ اس خبر کے ساتھ اخبار میں مکرم ڈاکٹر صاحب کا مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

آپ کے ایک انٹرویو کا خلاصہ قبل ازیں ۱۴/ مارچ ۱۹۹۷ء کے الفضل انٹرنیشنل کے اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔ آپ پاکستان میں رینگنے والے جانوروں کے بارہ میں علم کے بانی ہیں اور اس تحقیق کے دوران آپ نے 34 نئی انواع و اقسام (Species) دریافت کی ہیں جن میں سانپوں کی 11 چھپکلیوں کی 15 اور خشکی وتری کے جانوروں کی 8 انواع شامل ہیں۔ آپ کے تقریباً دو صد تحقیقی مضامین دنیا کے مختلف سائنسی مجلوں میں شائع ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے رینگنے والے اور خشکی وتری کے جانوروں کے بارہ میں آپ کی دس کتب اردو، انگریزی اور جرمن زبان میں شائع ہوچکی ہیں۔ آپ نے تحقیق کے مختلف پراجیکٹس میں WWF پاکستان اور پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے ساتھ کام کیا ہے۔ M.Sc کے متعدد مقالوں کو سپروائز بھی کرچکے ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے اپنے تمام جمع شدہ تحقیقی مواد کو نیشنل ہسٹری میوزیم گورنمنٹ کالج لاہور کو عطیہ کے طور پر دیدیا جس میں بے شمار انواع واقسام کے رینگنے والے اور خشکی وتری کے جانور شامل تھے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/ مارچ ۲۰۰۴ء کی زینت مکرم حمید الحامد حامد صاحب کی نظم "قدرت ثانیہ" سے انتخاب پیش ہے:

الٰہی رنگ سے رنگین ہے ہر قدرتِ ثانی
نیابت میں مسیحِ پاک کے یہ شکلِ نورانی
وہ اِک ماہِ مبیں بن کر فرازِ دہر میں ابھرا
چمک نے جس کی خیرہ کردیے سب تاجِ سلطانی
اعادہ کر رہا ہے پھر سے وہ اسباقِ پارینہ
ترقی کے لئے لازم ہے یہ تعلیم دوہرانی
خلافت کا سدا یہ سلسلہ قائم رہے یا ربّ!
یہی فتحِ مبیں ہے اور یہی ہے فیضِ روحانی

Al Fazl International Weekly,

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 Friday August 20, 2004 Issue No. 34

بقیہ:رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ اول

استعمال کو ترویج دیں اور مضر اثرات کے ازالہ کے لئے بچوں کی نگرانی کریں۔آپ نے متعدد طریقے اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے بیان فرمائے۔یہ تقریر بھی بہت مؤثر تھی بالخصوص انگریزی دان طبقہ نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

عالمی بیعت

الحمدللہ ایک بجے کے قریب عالمی بیعت کے لئے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پنڈال میں تشریف لائے۔آپ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا ہلکے سبز رنگ کا اوورکوٹ پہنے ہوئے تھے۔ دنیا بھر سے احمدی نمائندگان،مبلغین سلسلہ،امراء جماعت احمدیہ عالمی بیعت کے لئے ترتیب سے صف بہ صف بیٹھے ہوئے تھے۔جن لوگوں نے دنیا کی مختلف زبانوں میں بیعت کے الفاظ دھرانے تھے اور پھر ان کی آواز کی پیروی میں MTA انٹرنیشنل کے توسط سے دنیا بھر کے 178 ملکوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی اقتداء میں بیعت کرنی تھی وہ سب اپنی اپنی نشست گاہ پر وقار سے تیار بیٹھے تھے۔

حضور انور نے اعلان فرمایا کہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے 231 قومیتوں کے تین لاکھ چار ہزار نو سو دس)(304910)افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے ہیں۔اس کے بعد سب احباب اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائے اور یوں عالمی بیعت اپنے اختتام کو پہنچی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالرزاق شیخ صاحب (لنڈن) نے کی۔اس کا اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت (لنڈن) نے پیش کیا۔بعدہ مکرم عصمت اللہ صاحب آف کلکتہ حال جاپان نے درثمین سے نظم سبحٰن الذی اَخزی الاَعادی کے منتخب اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ان کے بعد مکرم اَیمن عودہ صاحب آف کبابیر نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے قصیدہ کے چند اشعار اپنی مسحور کن آواز میں سنائے۔ان اشعار کا ترجمہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے پیش کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو ابدی لازوال راحت کے حصول،قرب الٰہی اور اللہ کی محبت کے حصول کے بارہ میں مختلف پیرایوں میں نصیحت فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا انسانی زندگی کے تین ادوار ہیں۔بچپن،جوانی اور بڑھاپا،پہلا اور آخری دور تو کمزوری کا ہوتا ہے۔ہاں جوانی کا دور ایسا ہے کہ انسان اس درمیانی دور میں اگر سستی نہ کرے،گناہوں سے بچے اور نیکیوں کی طرف قدم بڑھائے تو بڑھاپے کے کمزوری کے دور کی نیکیوں کی کمیاں خدا تعالیٰ جوانی کے نیک اعمال کے ذریعہ خود پوری کرے گا۔لیکن جو شخص جوانی کے زمانہ میں گناہوں کی زندگی کو ترجیح دیگا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والا شمار ہوگا۔روح کی صفائی اور نیک انجام جوانی میں سچی توبہ اور کوشش کے بغیر ممکن نہیں،ہاں محض انسانی کوشش کے نتیجہ میں ہمارا انجام بخیر نہیں ہوسکتا جبتک کہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ سال 2005ء میں نظام وصیت کو قائم ہوئے ایک صدی پوری ہو جائیگی۔پچھلے سو سال میں 39 ہزار کے قریب احباب وخواتین نظام وصیت کے نہایت مبارک نظام سے وابستہ ہوئے ہیں۔سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے خاص الہام الٰہی کے نتیجہ میں اس نظام کی بنیاد رکھی تھی۔حضور انور فرمایا کہ آئندہ سال کے اختتام سے قبل یہ تعداد 50 ہزار تک پہنچنی چاہئے اور احباب وخواتین کو اس للّٰہی نظام میں شریک ہوکر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح جماعت احمدیہ میں خلافت راشدہ کے قیام پر 2008ء میں سو سال ہو جائیں گے۔اُس وقت تک جماعت کے کم از کم 50 فیصد افراد کو چندہ دہندگان (عام وصیت وغیرہ) کے مضبوط نظام سے وابستہ کرنا ہوگا۔حضور انور نے فرمایا کہ 100 سالہ خلافت جوبلی منانے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔آخر میں حضور انور نے پرسوز دعا کے ساتھ جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔جلسہ کی حاضری 25 ہزار سے زائد تھی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضور انور کے خطاب کے اختتام پر احباب نے انتہائی والہانہ انداز میں پُر جوش نعرے لگائے،جرمن، عرب،افریقن،انڈونیشین،پاکستانی،ہندی،بنگلہ دیشی غرض ہر ملک کے نمائندگان انتہائی عاشقانہ انداز میں نعرے لگا کر اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار فرمارہے تھے۔عربوں اور افریقن نمائندگان نے لا الہ الا اللہ کا ترانہ گایا۔ساری فضا خدا تعالیٰ کی حمد سے معمور تھی۔خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہوا بار بار محسوس ہو رہا تھا۔

❀❀❀❀❀

ایک کامیاب تبلیغ سیمینار

(غلام احمد خادم۔مربی سلسلہ ہڈرزفیلڈ)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے 30 مئی 2004ء کو جماعت احمدیہ ہڈرز فیلڈ نے ایک تبلیغی سیمینار کا انعقاد کیا۔جس میں مکرم ومحترم بلال ایٹکنسن صاحب ریجنل امیر نارتھ ایسٹ ریجن اور مکرم ومحترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب،اور سیکرٹری تبلیغ یو۔کے مکرم سردار حمید احمد صاحب نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز 4:30 بجے سہ پہر تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا جو خاکسار نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم منیر احمد صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد مکرم بلال ایٹکنسن Bilal Atkinson صاحب نے اسلام اور احمدیت کا نہایت اثر انگیز انداز میں تعارف کرایا اور بتایا کہ اسلام تو امن اور رواداری کا مذہب ہے۔آج کی دنیا میں احمدیت اسکی حقیقی نمائندہ ہے کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی خوبیاں اور اشاعت کے لئے پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مامور من اللہ کے طور پر آچکے ہیں۔ ان کی پیروی میں عافیت بھی ہے اور دنیا کے امن کی ضمانت بھی۔اگر اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنا ہو تو اس کے لئے قرآن کریم اور اسوۂ نبی ﷺ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

مکرم ریاض احمد قیصر صاحب سیکرٹری تبلیغ نے مکرم امام صاحب کا تعارف پیش کیا کہ خدا تعالیٰ نے انہیں مختلف ممالک میں ایک کامیاب داعی الی اللہ کے طور پر خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔مکرم امام صاحب نے "Islam's Response To Contemporary Issues" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ 35 منٹ کے اس خطاب میں آپ نے فرمایا کہ آج کی دنیا کے مسائل بہت الجھے ہوئے اور بے شمار ہیں جن کو اگر ایک ایک کر کے ان کا حل پیش کیا جائے تو اسکے لئے تو کئی نشستیں درکار ہوں گی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام نے ہر مسئلے کا اطمینان بخش حل پیش کیا ہے اور آج میں چند اصولی امور سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ جن کی بنیاد پر ہر مسئلہ حل ہوتا جائے گا۔ان میں بنیادی چیز خدا تعالیٰ کی ذات پر سچا اور حقیقی ایمان ہے اور اس کو جواب دہی کا یقین کرنا ہے۔دنیا کے قانون سے اگر کوئی بچ بھی جائے تو بالآخر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں عدل،انصاف اور جزا سزا ہوگی۔

اس اصول کے مطابق ہمیں اچھے کاموں کی توفیق ملے گی اور برے کاموں سے بچنے میں مدد ملے گی۔یہ کام اور حقوق خدا کے تعلق میں ہوں یا بنی نوع انسان کے تعلق میں۔ایک اعلیٰ ہستی کے سامنے جواب دہی کی تعلیم جس طرح اسلام نے دی ہے کسی اور مذہب نے نہیں دی اور اس پر عمل کے نتیجہ میں دنیا کو امن وسلامتی نصیب ہوسکتی ہے۔

بعد ازاں انگلش مہمانوں نے بڑی دلچسپی سے زبانی بھی اور تحریری سوالات پوچھے۔جن کے تشفی بخش جوابات دئے گئے۔اسی طرح ڈاکٹر حسنی ایک تعلیمی ادارے میں پروفیسر ہیں انہوں نے سوال کیا کہ ٹھیک ہے جو باتیں آپ نے اسلام کی تعلیم کی روشنی میں پیش کی ہیں مگر کیا آج دنیا میں کوئی ایک بھی اسلامی ریاست ہے جہاں اسلام کا نظارہ رائج ہو۔نہ جمہوریت ہے نہ خلافت۔جماعت احمدیہ میں خلافت تو ہے مگر کون سے ملک میں اسلام کا قانون نافذ ہوا ہے۔؟

مکرم امام صاحب نے اس کا تفصیلی جواب دیا کہ پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعودؑ،مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور تمام مذاہب کے ماننے والے اپنی کتب کی پیشگوئیوں کے مطابق ایسے وجود کے منتظر ہیں جن کے آنے سے دنیا توحید اور خدا کی طرف آئے گی۔ دنیا میں امن ومساوات قائم ہوگا۔وہ آج سے 100 سال قبل آچکے ہیں اور انہوں نے جو خوشخبریاں دیں وہ سب پوری ہوئیں اور ہوتی جائیں گی۔ خلافت کی خوشخبری دی آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں پانچویں خلافت جاری ہے اور آپ نے یہ خوشخبری بھی دی کہ تین سو سال تک جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں حقیقی اسلامی نظام جاری ہو جائے گا۔ہمارا زندہ خدا جو سچے وعدوں والا ہے ضرور اس کو پورا کرے گا۔

اس سیمینار کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ مہمانوں نے مقررہ وقت کی پرواہ کئے بغیر سوالات اور جوابات کے سلسلہ کو مزید جاری رکھا۔خدا تعالیٰ کے فضل سے 32 انگریز مہمان 4 پاکستانی اور ایک ہندو مہمان شامل ہوئے اور ایک انگریز میاں بیوی نے جلسہ سالانہ پر جانے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

تمام مہمان جن میں یارک شائر ریجن کے سپریٹنڈنٹ پولیس بھی تھے۔جماعت کے حسن انتظام سے بھی بے حد متاثر ہوئے اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ اس تمام پروگرام کی ویڈیو ریکارڈنگ کی کاپی انہیں بھی دی جائے تا کہ وہ اپنے محکمہ کے دیگر افسران کی اسلام کے بارہ میں ٹریننگ کے لئے استعمال کرسکیں۔جو کہ انہیں پہنچا دی گئی۔جس پر وہ بے حد ممنون تھے۔اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور اچھے پھلوں سے بھی نوازے۔آمین ❀❀❀❀

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔